عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

قرآن کریم سے ہمارا تعلق کیسا ہو؟

جلد: ۴۱ | ۲۸ شعبان المعظم تا ۴؍رمضان المبارک ۱۴۴۳ھ مطابق یکم تا ۷؍اپریل ۲۰۲۲ء | شمارہ: ۱۳

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

روزہ میں انہیلر کا استعمال

س:...... مجھے دمہ کا مرض ہے، اس لئے دن میں دو تین بار انہیلر استعمال کرنا پڑتا ہے۔ ایسی صورت میں روزہ کس طرح رکھوں؟ کیا میں اس مجبوری کی وجہ سے روزہ کی حالت میں انہیلر استعمال کرسکتا ہوں یا نہیں؟ اس بارے میں کیا حکم ہے؟

ج:...... انہیلر پمپ میں دوا موجود ہوتی ہے جو حلق کے ذریعے پھیپھڑوں تک پہنچتی ہے اور اس کو سکون اور راحت دیتی ہے۔ مگر کوئی بھی ایسی چیز جو دوا یا غذا ہو، اس کو حلق سے نیچے اتاریں گے تو اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔ اس لئے انہیلر کے استعمال سے بھی روزہ ٹوٹ جائے گا۔ اگر کوئی شخص انہیلر کے بغیر نہ رہ سکتا ہو تو وہ روزہ چھوڑ سکتا ہے اور جب اس کی طبیعت بہتر ہو تب رکھ لے یا اگر آئندہ طبیعت بہتر ہونے کی کوئی امید ہی نہ ہو تو پھر وہ ہر روزہ کے بدلہ فدیہ دے دیا کرے۔

ٹوتھ پیسٹ کی بجائے مسواک استعمال کریں

س:...... کیا روزہ کی حالت میں ٹوتھ پیسٹ استعمال کر سکتے ہیں؟

ج:...... روزہ کی حالت میں ٹوتھ پیسٹ استعمال کرنا مکروہ ہے، کیونکہ اس کا ذائقہ اور اثر منہ میں موجود رہتا ہے اور لعاب (تھوک) کے ذریعے حلق سے نیچے بھی اتر جاتا ہے۔ اس کی بجائے مسواک استعمال کر سکتے ہیں، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روزہ کی حالت میں مسواک استعمال فرماتے تھے۔

کیا تھوک نگلنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟

س:...... مجھے روزہ کی حالت میں تھوک بہت زیادہ آتا ہے، نماز پڑھتے ہوئے اگر تھوک نگل لیں تو کیا روزہ ٹوٹ جائے گا؟

ج:...... نماز پڑھتے ہوئے اگر تھوک حلق میں چلا جائے یا خود لے جائیں تو اس سے روزہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا، کیونکہ تھوک نگلنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

روزہ کس عمر میں فرض ہوتا ہے؟

س:...... روزہ کس عمر سے فرض ہوتا ہے؟ اگر کوئی بالغ ہونے سے پہلے روزہ رکھے اور توڑ دے تو اس کا کیا کفارہ ہوگا؟

ج:...... جب لڑکا اور لڑکی بالغ ہو جائیں تو ان پر جیسے نماز فرض ہو جاتی ہے، ویسے ہی روزہ بھی فرض ہو جاتا ہے اور بالغ ہونے کا تعلق علامات بلوغت کے ساتھ ہے اور علامات بلوغت یا بالغ ہونا مختلف علاقوں کی آب و ہوا اور غذا کے اختلاف کی وجہ سے مختلف ہوتا ہے۔ بہرحال لڑکا کم از کم بارہ سال کی عمر تک بالغ ہو سکتا ہے اور لڑکی کم از کم نو سال کی عمر میں بالغ ہو سکتی ہے، اگر کسی میں بلوغت کی کوئی علامت ظاہر نہ ہو تو قمری سال کے حساب سے جیسے ہی لڑکا یا لڑکی پندرہ سال کے ہوں گے تو وہ بالغ شمار ہوں گے۔ بلوغت سے قبل اگر کسی نے روزہ توڑ دیا ہو تو اس پر کوئی کفارہ نہیں ہے۔ ہاں! بالغ ہونے کے بعد اگر کوئی روزہ توڑا ہو تو اس کا کفارہ اور قضا دونوں لازم ہوں گے۔ ایک روزہ کا کفارہ قصداً روزہ توڑنے پر دو مہینے مسلسل ۶۰ روزے رکھنے ہوں گے۔ ایک روزہ بھی رہ جائے تو دوبارہ مسلسل ۶۰ روزے رکھنے ہوں گے، واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ ختمِ نبوّۃ

جلد:۴۱ — ۲۸ر شعبان المعظم تا۴ر رمضان المبارک ۱۴۴۳ھ مطابق یکم تا ۷/اپریل ۲۰۲۲ء — شمارہ:۱۳

مجلسِ ادارت

صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

سرپرست
حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ
مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا اللہ وسایا

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفی

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین و آرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

بیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

اس شمارے میں!

روزہ کے درجات	۴	اداریہ
استقبالِ رمضان اور ہدایاتِ نبوی	۷	مفتی احمد عبیداللہ یاسر قاسمی
زکوٰۃ دینے والوں کی خدمت میں!	۱۰	مولانا عبدالرشید طلحہ نعمانی
قرآن کریم سے ہمارا تعلق کیسا ہو؟	۱۳	محمد عمر نظام آبادی
اسلام....ایک زندہ دین!	۱۶	مولانا فضل محمد یوسف زئی
رمضان المبارک میں تربیت اولاد!	۱۹	شیخ عائض القرنی
حضرت مولانا داد رحمٰن سُلیمیؒ	۲۱	مولانا محمد عارف ارجمندی
تبصرۂ کتب	۲۳	مولانا محمد قاسم
خبروں پر ایک نظر	۲۶	ادارہ

زرِ تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر یورپ، افریقہ: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر
فی شمارہ ۱۵ روپے، ششماہی: ۳۵۰ روپے، سالانہ: ۷۰۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMIMAJLISTAHAFFUZKHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سیّد شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

روزہ کے درجات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

حجۃ الاسلام امام غزالی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ: روزے کے تین درجے ہیں۔۱: عام۔۲: خاص۔۳: خاص الخاص۔ عام روزہ تو یہی ہے کہ شکم اور شرم گاہ کے تقاضوں سے پرہیز کرے، جس کی تفصیل فقہ کی کتابوں میں مذکور ہے۔ اور خاص روزہ یہ ہے کہ کان، آنکھ، زبان، ہاتھ، پاؤں اور دیگر اعضاء کو گناہوں سے بچائے، یہ صالحین کا روزہ ہے، اور اس میں چھ باتوں کا اہتمام لازم ہے:

اوّل:...... آنکھ کی حفاظت، کہ آنکھ کو ہر مذموم و مکروہ اور اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل کرنے والی چیز سے بچائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: ’’نظر، شیطان کے تیروں میں سے ایک زہر میں بجھا ہوا تیر ہے، پس جس نے اللہ تعالیٰ کے خوف سے نظرِ بد کو ترک کردیا، اللہ تعالیٰ اس کو ایسا ایمان نصیب فرمائیں گے کہ اس کی حلاوت (شیرینی) اپنے دِل میں محسوس کرے گا۔‘‘ (رواہ الحاکم ج:۴ ص:۳۱۴، وصححہ من حدیث حذیفة رضی اللہ عنہ وتعقبہ الذھبی فقال اسحاق رواہ وعبدالرحمن ھو الوسطی ضعفوہ، ورواہ الطبرانی من حدیث عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، قال الھیثمی وفیہ عبداللہ بن اسحاق الواسطی وھو ضعیف، مجمع الزوائد ج:۳ ص:۶۳)

دوم:...... زبان کی حفاظت، کہ بیہودہ گوئی، جھوٹ، غیبت، چغلی، جھوٹی قسم اور لڑائی جھگڑے سے اسے محفوظ رکھے، اسے خاموشی کا پابند بنائے اور ذکر و تلاوت میں مشغول رکھے، یہ زبان کا روزہ ہے۔ سفیان ثوریؒ کا قول ہے کہ: غیبت سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، مجاہدؒ کہتے ہیں کہ: غیبت اور جھوٹ سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: ’’روزہ ڈھال ہے، پس جب تم میں کسی کا روزہ ہو تو نہ کوئی بیہودہ بات کرے، نہ جہالت کا کوئی کام کرے، اور اگر اس سے کوئی شخص لڑے جھگڑے یا اسے گالی دے تو کہہ دے کہ میرا روزہ ہے۔‘‘ (صحاح)

سوم:...... کان کی حفاظت، کہ حرام اور مکروہ چیزوں کے سننے سے پرہیز رکھے، کیونکہ جو بات زبان سے کہنا حرام ہے، اس کا سننا بھی حرام ہے۔

چہارم:...... بقیہ اعضاء کی حفاظت، کہ ہاتھ پاؤں اور دیگر اعضاء کو حرام اور مکروہ کاموں سے محفوظ رکھے، اور اِفطار کے وقت پیٹ میں کوئی مشتبہ چیز نہ ڈالے، کیونکہ اس کے کوئی معنی نہیں کہ دن بھر تو حلال سے روزہ رکھا اور شام کو حرام چیز سے روزہ کھولا۔

پنجم:...... اِفطار کے وقت حلال کھانا بھی اس قدر نہ کھائے کہ ناک تک آجائے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: ’’پیٹ سے بدتر کوئی برتن نہیں، جس کو آدمی بھرے۔‘‘ (رواہ احمد والترمذی وابن ماجہ والحاکم من حدیث مقدام بن معدیکربؓ) اور جب شام کو دن بھر کی ساری کسر پوری کرلی تو روزہ سے شیطان کو مغلوب کرنے اور نفس کی شہوانی قوّت توڑنے کا مقصد کیونکر حاصل ہوگا؟

ششم:...... اِفطار کے وقت اس کی حالت خوف و رجا کے درمیان مضطرب رہے کہ نہ معلوم اس کا روزہ اللہ تعالیٰ کے یہاں مقبول ہوا یا مردُود؟ پہلی صورت میں یہ شخص مقرّبِ بارگاہ بن گیا، اور دُوسری صورت میں مطرود و مردُود ہوا، یہی کیفیت ہر عبادت کے بعد ہونی چاہئے۔

اور خاص الخاص روزہ یہ ہے کہ دُنیوی افکار سے قلب کا روزہ ہو، اور ماسوا اللہ سے اس کو بالکل ہی روک دیا جائے، البتہ جو دُنیا کہ دین کے لئے مقصود ہو وہ تو دُنیا ہی نہیں، بلکہ توشۂ آخرت ہے۔ بہرحال ذکرِ الٰہی اور فکرِ آخرت کو چھوڑ کر دیگر اُمور میں قلب کے مشغول ہونے سے یہ روزہ ٹوٹ جاتا ہے، اربابِ قلوب کا قول ہے کہ دن کے وقت کاروبار کی اس واسطے فکر کرنا کہ شام کو اِفطاری مہیا ہوجائے، یہ بھی ایک درجے کی خطا ہے، گویا اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کے رزقِ موعود پر اس شخص کو وثوق اور اعتماد نہیں، یہ انبیاء، صدیقین اور مقربین کا روزہ ہے۔ (احیاءالعلوم، ج:۲،ص:۱۶۸،۱۶۹ ملخصاً)

روزے میں کوتاہیاں

حضرت حکیم الاُمت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ نے ''اصلاح انقلاب'' میں تفصیل سے ان کوتاہیوں کا بھی ذکر فرمایا ہے جو روزے کے بارے میں کی جاتی ہیں، اس کتاب کا مطالعہ کرکے ان تمام کوتاہیوں کی اصلاح کرنی چاہئے، یہاں بھی اس کے ایک دو اقتباس نقل کئے جاتے ہیں، راقم الحروف کے سامنے مولانا عبدالباری ندوی کی ''جامع المجددین'' ہے، ذیل کے اقتباسات اسی سے منتخب کئے گئے ہیں:

''بہت سے لوگ بلا کسی قوی عذر کے روزہ نہیں رکھتے، ان میں سے بعض تو محض کم ہمتی کی وجہ سے نہیں رکھتے، ایسے ہی ایک شخص کو، جس نے عمر بھر روزہ نہ رکھا تھا اور سمجھتا تھا کہ پورا نہ کرسکے گا، کہا گیا کہ تم بطورِ امتحان ہی رکھ کر دیکھ لو، چنانچہ رکھا اور پورا ہوگیا، پھر اس کی ہمت بندھ گئی اور رکھنے لگا۔ کیسے افسوس کی بات ہے کہ رکھ کر بھی نہ دیکھا تھا اور پختہ یقین کر بیٹھا تھا کہ کبھی رکھا ہی نہ جاوے گا۔ یہ لوگ سوچ کر دیکھیں کہ اگر طبیب کہہ دے کہ آج دن بھر نہ کچھ کھاؤ نہ پیو، ورنہ فلاں مہلک مرض ہوجائے گا، تو اس نے ایک ہی دن کے لئے کہا، یہ دو دن نہ کھاوے گا، کہ احتیاط اسی میں ہے۔ افسوس! خدا تعالیٰ صرف دن دن کا کھانا چھڑاویں اور کھانے پینے سے عذابِ مہلک کی وعید فرمائیں اور ان کے قول کی طبیب کے برابر بھی وقعت نہ ہو؟ انا للہ!''

''بعضوں کی یہ بے وقعتی اس بدعقیدگی تک پہنچ جاتی ہے کہ روزہ کی ضرورت ہی کا طرح طرح سے انکار کرنے لگتے ہیں، مثلاً: روزہ قوّتِ بہیمیہ کے توڑنے یا تہذیبِ نفس کے لئے ہے، اور ہم علم کی بدولت یہ تہذیب حاصل کرچکے ہیں......''

''اور بعضے تہذیب سے بھی گزر کر گستاخی اور تمسخر کے کلمات کہتے ہیں، مثلاً: ''روزہ وہ شخص رکھے جس کے گھر کھانے کو نہ ہو'' یا ''بھائی ہم سے بھوکا نہیں مرا جاتا'' سو یہ دونوں فریق بوجہ انکارِ فرضیتِ صوم، زُمرۂ کفار میں داخل ہیں، اور پہلے فریق کا قول محض ''ایمان شکن'' ہے، اور دُوسرے کا ''ایمان شکن'' بھی اور ''دِل شکن'' بھی......''

''اور بعض بلا عذر تو روزہ ترک نہیں کرتے، مگر اس کی تمیز نہیں کرتے کہ یہ عذر شرعاً معتبر ہے یا نہیں؟ ادنیٰ بہانے سے اِفطار کردیتے ہیں، مثلاً: خواہ ایک ہی منزل کا سفر ہو، روزہ اِفطار کردیا، کچھ محنت مزدوری کا کام ہوا، روزہ چھوڑ دیا۔ ایک طرح سے یہ بلا عذر روزہ توڑنے والوں سے بھی زیادہ قابلِ مذمت ہیں، کیونکہ یہ لوگ اپنے کو معذور جان کر بے گناہ سمجھتے ہیں، حالانکہ وہ شرعاً معذور نہیں اس لئے گناہگار ہوں گے۔''

''بعضے لوگوں کا اِفطار تو عذرِ شرعی سے ہوتا ہے، مگر ان سے یہ کوتاہی ہوتی ہے کہ بعض اوقات اس عذر کے رفع ہونے کے وقت کسی قدر دن باقی ہوتا ہے، اور شرعاً بقیہ دن میں اِمساک، یعنی کھانے پینے سے بند رہنا واجب ہوتا ہے، مگر وہ اس کی پروا نہیں کرتے، مثلاً: سفرِ شرعی سے ظہر کے وقت واپس آگیا، یا عورت حیض سے ظہر کے وقت پاک ہوگئی، تو ان کو شام تک کھانا پینا نہ چاہئے۔ علاج اس کا مسائل واَحکام کی

تعلیم وتعلّم ہے۔‘‘

’’بعض لوگ خود تو روزہ رکھتے ہیں، لیکن بچوں سے (باوجود ان کے روزہ رکھنے کے قابل ہونے کے) نہیں رکھواتے۔ خوب سمجھ لینا چاہئے کہ عدمِ بلوغ میں بچوں پر روزہ رکھنا تو واجب نہیں، لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان کے اولیاء پر بھی رکھوانا واجب نہ ہو، جس طرح نماز کے لئے باوجود عدمِ بلوغ کے ان کو تاکید کرنا بلکہ مارنا ضروری ہے، اسی طرح روزے کے لئے بھی..... اتنا فرق ہے کہ نماز میں عمر کی قید ہے اور روزہ میں تحمل پر مدار ہے (کہ بچہ روزہ رکھنے کی طاقت رکھتا ہو)، اور راز اس میں یہ ہے کہ کسی کام کا دفعۃً پابند ہونا دُشوار ہوتا ہے، تو اگر بالغ ہونے کے بعد ہی تمام اَحکام شروع ہوں تو ایک بارگی زیادہ بوجھ پڑ جائے گا، اس لئے شریعت کی رحمت ہے کہ پہلے ہی سے آہستہ آہستہ سب اَحکام کا خوگر بنانے کا قانون مقرّر کیا۔‘‘

’’بعض لوگ نفسِ روزہ میں تو اِفراط وتفریط نہیں کرتے، لیکن روزہ محض صورت کا نام سمجھ کر صبح سے شام تک صرف جوفین (پیٹ اور شرم گاہ) کو بند رکھنے پر اکتفا کرتے ہیں۔ حالانکہ روزے کی نفسِ صورت کے مقصود ہونے کے ساتھ اور بھی حکمتیں ہیں، جن کی طرف قرآن مجید میں اشارہ بلکہ صراحت ہے کہ: ’’لعلکم تتقون‘‘ ان سب کو نظرانداز کرکے اپنے صوم کو ’’جسدِ بے رُوح‘‘ بنالیتے ہیں۔ خلاصہ ان حکمتوں کا معاصی ومنہیات سے بچنا ہے، سو ظاہر ہے کہ اکثر لوگ روزہ میں بھی معاصی سے نہیں بچتے، اگر غیبت کی عادت تھی، تو وہ بدستور رہتی ہے، اگر بدنگاہی کے خوگر تھے، وہ نہیں چھوڑتے، اگر حقوق العباد کی کوتاہیوں میں مبتلا تھے، ان کی صفائی نہیں کرتے، بلکہ بعض کے معاصی تو غالباً بڑھ جاتے ہیں، کہیں دوستوں میں جا بیٹھے کہ روزہ بہلے گا، اور باتیں شروع کیں، جن میں زیادہ حصہ غیبت کا ہوگا، یا چوسر، گنجفہ، تاش، ہارمونیم، گراموفون لے بیٹھے اور دن پورا کردیا۔ بھلا اس روزے کا کوئی معتدبہ حاصل کیا؟ اتنی بات عقل سے سمجھ میں نہیں آتی کہ کھانا پینا، جو فی نفسہٖ مباح ہے، جب روزے میں وہ حرام ہوگیا، تو غیبت وغیرہ دُوسرے معاصی، جو فی نفسہٖ بھی حرام ہیں، وہ روزے میں کس قدر سخت حرام ہوں گے! حدیث میں ہے کہ: ’’جو شخص بدگفتاری وبدکرداری نہ چھوڑے، خدا تعالیٰ کو اس کی کچھ پروا نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑ دے۔‘‘ اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ بالکل روزہ ہی نہ ہوگا، لہٰذا رکھنے ہی سے کیا فائدہ؟ روزہ تو ہوجائے گا، لیکن ادنیٰ درجے کا۔ جیسے اندھا، لنگڑا، کانا، گنجا، اپاہج آدمی، آدمی تو ہوتا ہے، مگر ناقص۔ لہٰذا روزہ نہ رکھنا اس سے بھی اشد ہے، کیونکہ ذات کا سلب، صفات کے سلب سے سخت تر ہے۔‘‘

پھر حضرتؒ نے روزے کو خراب کرنے والے گناہوں (غیبت وغیرہ) سے بچنے کی تدبیر بھی بتلائی جو صرف تین باتوں پر مشتمل ہے، اور ان پر عمل کرنا بہت ہی آسان ہے:

’’خلق سے بلاضرورت تنہا اور یکسو رہنا، کسی اچھے شغل مثلاً: تلاوت وغیرہ میں لگے رہنا اور نفس کو سمجھانا، یعنی وقتاً فوقتاً یہ دھیان کرتے رہنا کہ ذرا سی لذّت کے لئے صبح سے شام تک کی مشقت کو کیوں ضائع کیا جائے؟ اور تجربہ ہے کہ نفس پھسلانے سے بہت کام کرتا ہے، سو نفس کو یوں پھسلاوے کہ ایک مہینے کے لئے تو ان باتوں کی پابندی کرلے، پھر دیکھا جائے گا۔ پھر یہ بھی تجربہ ہے کہ جس طرز پر آدمی ایک مدّت رہ چکا ہو، وہ آسان ہوجاتا ہے، بالخصوص اہلِ باطن کو رمضان میں یہ حالت زیادہ مدرک ہوتی ہے کہ اس مہینے میں جو اعمالِ صالحہ کئے ہوتے ہیں سال بھر ان کی توفیق رہتی ہے۔‘‘

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ سیّدنا محمد وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ اجمعین

استقبالِ رمضان اور ہدایاتِ نبوی

مفتی احمد عبید اللہ یاسر قاسمی

خدائے ذوالجلال والاکرام نے حضور علیہ السلام کے صدقے اس امت کو بہت سے ایسے ایام عطا کئے ہیں، جن سے اہل ایمان کے قلوب ترو تازہ ہوتے ہیں، ایمانی جذبات برانگیختہ ہوتے ہیں، طاعت میں اضافہ ہوتا ہے اور معصیت پر پابندی لگتی ہے، جن کی بدولت وحدت ویکجہتی اور بھائی چارگی کو فروغ ملتا ہے، انہیں مواقع سے نفس کی روحانی تربیت ہوتی ہے، بے راہ رووں کو توبہ کا اور صالحین کو زیادتی حسنات کا موقع نصیب ہوتا ہے، مومنین صادقین ان مواقع سے فائدہ اٹھا کر نکھرتے ہیں اور بندے اپنے روٹھے رب کو منانے کی فکر میں سرگرداں ہوتے ہیں۔ کیوں نہ ہوں کہ جس میں فرائض کا ثواب ستر گنا اور نوافل کا ثواب فرائض کے برابر قرار دیا گیا' جسے نزول قرآن کے شرف سے مشرف فرمایا گیا' جس کا ایک ایک لمحہ کبریت احمر قرار دیا گیا' جس میں جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جانے اور جہنم کے بند کر دیئے جانے کا مژدہ سنایا گیا، جس میں سرکش شیاطین کے قید کر دیئے جانے کی خوشخبری سنائی گئی' جس کے لئے سارا سال جنت سجائے جانے کی نوید سنائی گئی' اور اسے یہ اعزاز دیا گیا کہ بارگاہ الٰہی میں اس کی شفاعت رد نہیں کی جائے گی۔ ہر شخص جانتا ہے ان انوار و برکات کی فضا، رحمتوں اور سعادتوں کی آب و ہوا جن ایام کو میسر آتی ہے وہ یقیناً ماہ رمضان المبارک کے خوبصورت ترین لمحات اور ایام ہیں۔ خیر و برکت، روحانی تربیت، اور احتسابِ ذات کا یہ با برکت مہینا ''رمضان المبارک'' عنقریب جلوہ گر ہونے والا ہے۔

رمضان المبارک کی آمد پر سرکارِ دو عالم ﷺ کا خطبہ اِستقبالیہ:

''حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شعبان کے مہینے کی آخری تاریخ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک خطبہ دیا، اس میں آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا: ''اے لوگو! تم پر ایک عظمت اور برکت والا مہینا سایہ فگن ہو رہا ہے اِس مبارک مہینے میں ایک رات (شبِ قدر) ہزار مہینوں سے بہتر ہے، اِس مہینے کے روزے اللہ تعالیٰ نے فرض کئے ہیں اور اس کی راتوں میں بارگاہِ خداوندی میں کھڑے ہونے (یعنی تراویح پڑھنے) کو نفل عبادت مقرر کیا ہے (جس کا بہت بڑا ثواب رکھا ہے)۔ جو شخص اِس مہینے میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کا قرب حاصل کرنے کے لئے کوئی غیر فرض عبادت (یعنی سنت یا نفل) ادا کرے گا تو اس کو دوسرے زمانے کے فرضوں کے برابر اس کا ثواب ملے گا اور اس مہینے میں فرض ادا کرنے کا ثواب دوسرے زمانے کے ستر فرضوں کے برابر ملے گا۔

یہ صبر کا مہینا ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے، یہ ہمدردی اور غمخواری کا مہینا ہے، اور یہی وہ مہینا ہے جس میں مؤمن بندوں کے رزق میں اِضافہ کیا جاتا ہے۔ جس نے اِس مہینے میں کسی روزہ دار کو (اللہ کی رضا اور ثواب حاصل کرنے کے لئے) اِفطار کرایا تو یہ اس کے لئے گناہوں کی مغفرت اور دوزخ کی آگ سے آزادی کا ذریعہ ہوگا اور اس کو روزہ دار کے برابر ثواب دیا جائے گا بغیر اِس کے کہ روزہ دار کے ثواب میں کوئی کمی کی جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ ''یا رسول اللہ! ہم میں سے ہر ایک کو تو اِفطار کرانے کا سامان میسر نہیں ہوتا تو (کیا غریب لوگ اِس عظیم ثواب سے محروم رہیں گے؟)'' آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ یہ ثواب اس شخص کو بھی دے گا جو ایک کھجور یا دودھ کی تھوڑی سی لسی پر یا صرف پانی ہی کے ایک گھونٹ پر کسی روزہ دار کا روزہ اِفطار کرادے۔

(اِس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) اِس مبارک مہینے کا پہلا حصہ

رحمت ہے، درمیانی حصہ مغفرت ہے اور آخری حصہ دوزخ کی آگ سے آزادی ہے۔(اِس کے بعد آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا) اور جو آدمی اِس مہینے میں اپنے غلام و خادم کے کام میں ہلکا پن اور کمی کردے گا، اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرما دے گا اور اس کو دوزخ سے رہائی اور آزادی دے گا۔

اور اِس مہینے میں چار چیزوں کی کثرت رکھا کرو جن میں سے دو چیزیں ایسی ہیں کہ تم اِن کے ذریعہ سے اپنے رب کو راضی کرسکتے ہو اور دو چیزیں ایسی ہیں جن سے تم کبھی بے نیاز نہیں ہوسکتے۔ پہلی دو چیزیں جن سے تم اپنے رب کو راضی کرسکتے ہو وہ کلمہ طیبہ اور اِستغفار کی کثرت ہے اور دوسری دو چیزیں یہ ہیں کہ جنت کا سوال کرو اور دوزخ سے پناہ مانگو۔

اور جو کوئی کسی روزہ دار کو پانی سے سیراب کرے گا اس کو اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) میرے حوضِ (کوثر) سے ایسا سیراب کرے گا جس کے بعد اس کو کبھی پیاس ہی نہیں لگے گی یہاں تک کہ وہ جنت میں پہنچ جائے گا۔‘‘ (بیہقی،ترغیب وترہیب)

اس طویل حدیث سے یہ بات بخوبی معلوم ہوتی ہے کہ ماہِ رمضان کا پانا، اس کا ملنا اور نصیب ہونا یہ اللہ کا فضل وکرم اور اس کی رحمت ومہربانی ہے، اس لئے ماہ رمضان پانے پر ایک مسلمان کو خوش ہونا چاہئے، کیونکہ یہ مہینا ماہِ صیام و ماہِ قرآن، ماہِ رحمت اور ماہِ غفران ہے، یہ مہینا ماہِ خیر و برکت، ماہِ صدقہ وسخاوت ہے، ماہِ وسعتِ رزق اور ماہِ فضل واحسان ہے، یہ مہینا ماہِ صبر ومواسات اور ماہِ توبہ وطاعت ہے، لہٰذا اس کے استقبال کی تیاری کرنی چاہئے اور اس پر عمل کرنا چاہئے۔

عظمت وبرکت کا مہینا اور اس کا احساس:

سب سے پہلے ہمیں اپنے دل میں رمضان کی اہمیت وفضیلت اور اس کی عظمت کا شعور پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے صلوٰۃ وصوم قیام و سجود کے مقاصد اور اس ماہ کے پیغام کو اپنے ذہن میں تازہ رکھنا چاہئے، اس بات کا پختہ ارادہ کیجیے کہ ان ایام میں اپنے اندر تقویٰ پیدا کرنے کی کوشش کریں گے جو دراصل روزہ کا ماحصل ہے۔

صبر:

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبہ میں ماہِ رمضان المبارک کو صبر اور غم خواری کا مہینا فرمایا ہے۔ صبر اِسلامی اِصطلاح میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اپنے نفس کی خواہشات کو دبانا اور تلخیوں اور ناگواریوں کو جھیلنا ہے۔ ماہِ رمضان المبارک اَوّل تا آخر اَیسے ہی گزرتا ہے، ایسے ہی روزہ رکھ کر فاقہ کشی کی تلخی کا احساس ہوتا ہے اور غرباء اور مساکین کے ساتھ ہمدردی اور غم خواری کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ خواہشات پر لگام کسی جاتی ہے، نفس پر قابو کرکے کھانے پینے سے رکا جاتا ہے، رات کے وقت میں تراویح اور شرکت ختم قرآن شریف، سحری میں جاگنا، تہجد پڑھنا یہ سب امور نفس پر شاق اور گراں ہیں۔ بلاشبہ رمضان المبارک صبر اور غم خواری کا مہینا ہے، لیکن اس پر صبر ہمارے لئے باعث خوشنودی خداوندی ہے اور جس چیز سے اللہ راضی ہو اس چیز کے بدلے جنت ملتی ہے۔

ہمدردی وغمخواری:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ’’ھو شھر المواساۃ‘‘ یہ مہینا غمخواری کا ہے، اس میں ایک دوسرے کے ساتھ بھلائی کرو اور اپنی افطاری کے لئے چار پانچ چیزیں رکھیں تو کم سے کم غریب کو بھی اس سے کچھ تو حصہ دینا ہے۔ اپنے سے بڑھ کر نہیں تو اپنے ساتھ برابر تو کرلو۔ ’’لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون۔‘‘ (البقرہ:۲۹)... جب تک اپنی پسندیدہ چیز کو اللہ تعالیٰ کے نام پر خرچ نہ کردو تو تم برّ (نیکی) کے درجے حاصل نہیں کرسکتے... تو صحیح بھلائی تو یہ ہے کہ مسکین کی غم خواری میں اپنے سے بھی بہتر دے دو۔ خیر اگر یہ نہ ہوسکتا ہو تو مساوات کے درجہ میں دے دو، مساوات بھی نہیں تو مواسات کے درجہ میں سہی۔ یہ تو نہ ہو کہ ہمارے پاس کھانے پینے کی بہتات ہے اور ہمارے جوار اور محلّہ میں لوگ بھوک سے تڑپ رہے ہیں، یتیم فاقہ کشی میں جی رہے ہیں۔ کرونا وائرس کے قہر سے آج غریب عوام پریشان ہیں، امراء اور زردار افراد سے التجا ہے کہ رمضان کے مقدس ماہ میں ان غربا کے ساتھ غمخواری کرکے قول رسول کا پاس ولحاظ کیجیے۔

رزق کی وسعت اور فراوانی:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ (ویزاد فیہ رزق المؤمن) رمضان کے مہینے میں مؤمن کا رزق بڑھ جاتا ہے اور یہ تجربہ بھی ہے کہ غریب سے غریب مسلمان کیوں نہ ہو، افطار اور سحری کے وقت گیارہ ماہ کے مقابلے میں رمضان میں رزق کی وسعت ہوتی ہے، مسافر کو کھانا ملتا ہے، غریب بھوک سے نہیں مر رہا ہوتا

ہے، یقیناً فراخی ہوتی ہے۔

افطاری کرانے کا اجر وثواب:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس نے کسی روزہ دار کی افطاری کا بندوبست کرلیا تو باری تعالیٰ کی جانب سے اسے تین چیزیں ملیں گی:

ا:... گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔

۲:... جہنم سے اللہ تعالیٰ آپ کے رقبہ (گردن) کونجات دے دے گا۔

۳:... اس روزہ رکھنے والے کو جتنا اجر و ثواب ملے گا‘ اتنا ہی اسے بھی ملے گا۔

صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہم میں سے ہر شخص تو افطاری کرانے کی قدرت نہیں رکھتا۔ تو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایک کھجور دے دو‘ ایک گھونٹ پانی کا دے دو‘ اور ایک گھونٹ لسی کا دے دو۔ یہ تو ہوسکتا ہے کہ کنویں سے، نلکے سے پانی لاکر روزہ دار کے سامنے رکھ دو‘ تو ایک گھونٹ اور ایک کھجور پر بھی اللہ تعالی روزہ دار کو افطار کرانے کا ثواب عطا فرمائیں گے۔

چار چیزوں کی کثرت:

اور اِس مہینے میں چار چیزوں کی کثرت کا حکم دیا گیا اور فرمایا کہ ان میں دو چیزیں ایسی ہیں کہ تم اِن کے ذریعہ سے اپنے رب کو راضی کرسکتے ہو اور دو چیزیں ایسی ہیں جن سے تم کبھی بے نیاز نہیں ہوسکتے۔ پہلی دو چیزیں جن سے تم اپنے رب کو راضی کرسکتے ہو وہ (۱) کلمہ طیبہ اور (۲) اِستغفار کی کثرت ہے، دوسری دو چیزیں یہ ہیں کہ (۳) جنت کا سوال کرو اور (۴) دوزخ سے پناہ مانگو۔

رمضان المبارک کے تین عشرے:

آخر خطبہ میں ماہِ رمضان المبارک کی تین فضیلتیں بیان کی گئی ہیں: (۱) پہلا عشرہ رحمت، (۲) دوسرا عشرہ مغفرت، (۳) تیسرا عشرہ دوزخ کی آگ سے آزادی ہے۔

ماہِ رمضان المبارک کے پہلے عشرہ میں اللہ تعالیٰ مؤمنوں پر خاص رحمت نازل فرماتا ہے، وہ بندے جو ہمیشہ گناہوں سے بچنے کا اِہتمام رکھتے ہیں ان کے لئے رمضان المبارک خصوصی رحمتیں لے کر جلوہ افروز ہوتا ہے۔ دوسرے عشرہ میں تمام صغیرہ گناہوں کی معافی ہے جو جہنم سے آزادی اور جنت میں داخلہ کا سبب ہے تیسرے عشرہ میں دوزخ کی آگ سے آزادی حاصل ہوتی ہے اور روزہ داروں کے لئے جنتی ہونے کا اِعلان کردیا جاتا ہے۔ مزید براں اجر و ثواب کی بارش کردی جاتی ہے کہ جو صاحبِ اِیمان ماہِ رمضان المبارک میں اپنے خادم، ملازم اور ماتحت عملہ کے اوقاتِ کار میں تخفیف کرے گا اس کے لئے بدلہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے جو اعلان فرمایا ہے وہ یہ ہے، سرکار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ اس کو نہ صرف یہ کہ بخشش عطا فرمائے گا، بلکہ آگ سے آزادی بھی عطا فرمائے گا۔

خصوصی گزارش:

آج کل کورونا وائرس کی وجہ سے لاک ڈاؤن میں روزے کے اس پہلو کو اجاگر کر کے نادار لوگوں کی مدد کی اشد ضرورت ہے۔ ہمارے کتنے ہی اعزہ واقارب اور دوست احباب ہوں گے جو گزشتہ سال ہمارے ساتھ موجود تھے لیکن آج منوں مٹی کے نیچے قبروں میں مدفون ہیں۔ کچھ وہ بھی ہیں جنہیں ہم نے پچھلے سال صحیح سلامت دیکھا تھا لیکن آج وہ بستر علالت پر ہیں اور کچھ وہ بھی جو موت وحیات کی کشمکش میں مبتلا ہیں۔ کیا معلوم کہ عنقریب آنے والا رمضان شریف کا مہینا ہم میں سے کس کس کی زندگی کا آخری رمضان ہو۔ اس لئے آؤ کہ ان لمحات کو غنیمت جانتے ہوئے خیر و خوبی کے ساتھ رمضان المبارک کا استقبال کریں۔ نہ جانے زندگی میں پھر یہ پُرکیف ساعتیں نصیب ہوں کہ نہ ہوں۔ دعا ہے کہ تمام مسلم امہ کے لئے یہ ہلالِ رمضان خیر و عافیت کا پیام لائے۔ کورونا وائرس کی وبا سے نجات ملے، اسلام کی عظمت رفتہ بحال ہو اور ہماری زندگیوں میں ایک مرتبہ پھر صبح پُرنور کا سویرا طلوع ہو، آمین! ☆☆

مہر غلام مرتضیٰؒ کے پسماندگان سے اظہارِ تعزیت

مہر غلام مرتضیٰؒ جامع مسجد سیّد الشہداء امیر حمزہؓ کے بانیوں میں سے تھے۔ چند روز پہلے عین نماز ظہر کے وقت، باوضو، نماز کے انتظار میں انتقال ہوا۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند غریب پرور انسان تھے۔ اللہ، اللہ کرتے ہوئے اس دنیا فانی سے عالم باقی کی طرف رحلت فرمائی۔ آپ پر ایک تعزیتی مضمون پہلے تحریر کرچکا ہوں، آج رفقاء کی معیت میں آپ کے دیرینہ رفیق جناب محمد اسحاق نعمانی نرالا سوئٹ اور ان کے فرزندان گرامی سے تعزیت کا اظہار کیا۔

(مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

زکوٰۃ دینے والوں کی خدمت میں

مولانا عبدالرشید طلحہ نعمانی

مال و دولت اللہ تعالیٰ کی عطا ہے، اس لئے اسے کلی اختیار ہے کہ وہ انسان کو اس بات کا پابند بنائے کہ کہاں سے کس طرح کمایا جائے اور کہاں کس طرح خرچ کیا جائے۔ زکوٰۃ ایک اہم ترین مالی عبادت اور اسلام کا بنیادی فریضہ ہے، جسے ہم دردی و غم خواری کے جذبے کو پروان چڑھانے، دولت کی منصفانہ تقسیم کو رواج دینے اور حب مال و دولت پرستی کے زہریلے اثرات سے نفس کو پاک کرنے کے لئے فرض کیا گیا ہے۔ انسانی معیشت کے استحکام و مضبوطی اور فرد و معاشرے کی ظاہری ترقی میں مال و دولت کا کلیدی کردار رہا ہے، جس طرح انسان کے دوران خون میں ذرہ برابر فرق آجائے تو زندگی کو خطرہ لاحق ہوتا ہے، ایسے ہی اگر گردشِ دولت منصفانہ و عادلانہ نہ ہو تو معاشرتی زندگی کو خطرہ لاحق ہوسکتا ہے۔ اسی خطرہ کو زائل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے زکوۃ وصدقات کا نظام قائم فرمایا ہے۔ چناں چہ شرعی اعتبار سے ہر اس مسلمان مرد و عورت پر زکوۃ فرض ہے، جو صاحب نصاب ہو یعنی ۶۱۳ گرام چاندی یا ساڑھے ستاسی (۸۷.۵) گرام سونے کا مالک ہو اور اگر دونوں چیزیں اس مقدار سے کم ہوں تو ان دونوں کی قیمت ۶۱۳ گرام چاندی کے برابر ہو جائے یا نقد روپے یا تجارت کا سامان ۶۱۳ گرام چاندی کی قیمت کے برابر ہو اور اگر سب چیزیں تھوڑی تھوڑی ہوں تو ان سب کی قیمت ملا کر ۶۱۳ گرام چاندی کی قیمت کے برابر ہو جائے تو اس پر پورا ایک سال گذر جانے کے بعد ڈھائی فیصد زکوٰۃ ادا کرنا واجب ہوتا ہے۔

فقہاء کرام کے مطابق زکوٰۃ کے فرض ہونے کے لئے دس شرائط ہیں:

۱: مسلمان ہونا، کافر پر زکوٰۃ فرض نہیں۔ ۲: آزاد ہونا، غلام پر زکوٰۃ فرض نہیں۔ ۳: بالغ ہونا، بچے پر زکوٰۃ فرض نہیں۔ ۴: عاقل ہونا، مجنون اور دیوانے پر بھی زکوٰۃ فرض نہیں۔ ۵: مکمل ملکیت کا ہونا، غیر مقبوض مال پر بھی زکوٰۃ فرض نہیں۔ ۶: صاحبِ نصاب ہونا (جس کا ابھی ذکر ہوا)۔ ۷: مال کا حاجت اصلیہ (روٹی کپڑا اور مکان وغیرہ) سے زائد ہونا۔ ۸: اتنا مقروض نہ ہونا کہ اگر قرض ادا کیا جائے تو آدمی صاحب نصاب ہی نہ رہے۔ ۹: ''مال نامی'' یعنی بڑھنے والا مال ہونا، جس کی قیمت بڑھتی رہتی ہو جیسے سونا، چاندی وغیرہ۔ ۱۰: نصاب پر پورے سال کا گزرنا۔

زکوٰۃ کے صحیح ہونے کی تین شرطیں:

زکوٰۃ کے صحیح ہونے کے لئے علماء کرام نے تین شرطیں بتلائی ہیں۔ اگر یہ شرطیں اکٹھی پائی جائیں گی تو زکوٰۃ ادا ہوگی، ورنہ نہیں۔

پہلی شرط نیت کرنا: نیت کے بغیر زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی، نیت دل کے ارادے کا نام ہے، زبان سے زکوٰۃ کہہ کر دینا ضروری نہیں، زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے رقم دیتے وقت یا رقم کو جدا کر کے رکھتے وقت نیت کرنا ضروری ہے۔ اگر رقم دینے کے بعد زکوٰۃ کی نیت کی گئی تو ایسی نیت شرعاً معتبر نہیں، اور نہ ہی اس طرح سے زکوٰۃ ادا ہوتی ہے۔

دوسری شرط ضرورت مند کو دینا:

سورۃ التوبہ کی آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے آٹھ ایسے لوگ بتائے ہیں جن کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے۔ یہ مصارف زکوٰۃ کہلاتے ہیں، جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱:... فقیر یعنی وہ شخص جس کے پاس کچھ مال ہے مگر اتنا نہیں کہ نصاب کو پہنچ جائے، یا مال تو بقدرِ نصاب ہے مگر ضروریات اصلیہ کے علاوہ نہیں ہے، اور ضروریات میں رہنے کا مکان، پہننے کے کپڑے، استعمال کے برتن وغیرہ سب داخل ہیں۔

۲:... مسکین یعنی وہ شخص جس کے پاس کچھ نہ ہو، یہاں تک کہ وہ کھانے اور بدن چھپانے کے لئے اس کا محتاج ہے کہ لوگوں سے سوال کرے۔

۳:... عامل یعنی وہ شخص جو اسلامی حکومت کی طرف سے صدقات، زکوٰۃ اور عشر لوگوں سے وصول کرنے کے لئے مقرر کیا گیا ہو، واضح رہے کہ عامل کے لئے فقیر ہونا شرط نہیں ہے۔

۴:... مؤلفۃ القلوب یعنی وہ لوگ جن کی دل جوئی کے لئے ان کو صدقات دیئے جاتے تھے، ان میں مسلم اور غیر مسلم دونوں طرح کے لوگ تھے، غیر مسلموں کی دل جوئی اور اسلام کی ترغیب کے لئے اور نومسلموں کی دل جوئی اور اسلام پر پختہ کرنے کے لئے زکوٰۃ دی جاتی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب اسلام کو مادی قوت بھی حاصل ہوگئی اور کفار کے شر سے بچنے اور نومسلموں کو اسلام پر پختہ کرنے کے لئے اس طرح کی تدبیروں کی ضرورت نہ رہی تو وہ علت اور مصلحت بھی ختم ہوگئی، اس لئے اب ان کا حصہ بھی ختم ہوگیا۔

۵:... رِقاب سے مراد وہ غلام ہے، جس کو آقا نے مال کی کوئی مقدار مقرر کرکے کہہ دیا کہ اتنا مال کما کر ہمیں دو تو تم آزاد ہو، اس کو فقہاء کی اصطلاح میں مکاتب غلام کہا جاتا ہے؛ لیکن واضح رہے کہ اب نہ غلام ہیں اور نہ اس مدّ میں اس رقم کے صرف کرنے کی نوبت آتی ہے۔

۶:... غارم سے مراد مَدیون (مقروض) ہے یعنی اس پر اتنا قرض ہو کہ اسے نکالنے کے بعد صاحب نصاب باقی نہ رہے۔

۷:... فی سبیل اللہ کے معنی ہیں راہِ خدا میں خرچ کرنا، یہ ایک وسیع المعنیٰ لفظ ہے، دین کی خاطر اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے جو محنت و مشقت کی جائے وہ اس کے مفہوم میں داخل ہے، لہٰذا دین کے تمام شعبوں میں کام کرنے والے ضرورت مند افراد (غازی، حاجی، طالبعلم) اس کا مصداق ہیں۔

۸:... ابن سبیل سے مراد وہ مسافر شخص ہے، جس کے پاس چاہے اپنے وطن میں نصاب کے برابر مال موجود ہو؛ لیکن سفر میں اس کے پاس اتنے پیسے نہ رہے ہوں، جن سے وہ اپنی سفر کی ضروریات پوری کرکے واپس وطن جاسکے۔

(مستفاد از معارف القرآن)

احناف کے نزدیک ان میں سے کسی بھی مصرف میں زکوٰۃ دینے سے ادائیگی ہوجائے گی اور دینے والا دینی فریضہ سے سبک دوش ہوجائے گا، خواہ ایک پر صرف کرے خواہ دو پر خواہ زیادہ پر، یہ اس کے اپنے اختیار میں ہے۔

تیسری شرط مالک بنانا: مستحق کو مالک بنانا بھی ضروری ہے، مالک نہیں بنایا، صرف اباحت کردی تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی، مثلاً کسی غریب کو گھر پہ بلا کر کہا کہ جتنا چاہے کھانا کھالو تو یہ مالک بنانا نہیں ہے؛ بلکہ اباحت ہے اس سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔

حقیقی مستحق تک زکوٰۃ پہنچایئے!

زکوٰۃ دینے والوں کو ادائیگی زکوٰۃ سے قبل اچھی طرح تحقیق کرلینی چاہیے کہ کیا یہ شخص واقعی زکوٰۃ کا مستحق ہے؟ کیا یہ ادارہ اپنا خارجی وجود رکھتا ہے؟ ان کے یہاں زکوٰۃ کے مصارف ہیں بھی یا نہیں؟ اگر کسی وجہ سے خود تحقیق نہ کرسکیں تو معتبر علماء اور اداروں کی تحقیق پر اعتماد کرسکتے ہیں؛ لیکن بہتر یہی ہے کہ خود تحقیق کرکے مطمئن ہو جائیں، اگر بلا تحقیق زکوٰۃ دے دی؛ حالاں کہ وہ شخص یا ادارہ زکوٰۃ کا مستحق نہیں ہے تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔ اسی طرح پیشہ ور گداگروں کو زکوٰۃ دینے سے بچنا چاہیے؛ کیوں کہ جس آدمی کے پاس ایک دن کا کھانا ہو اور ستر ڈھانکنے کے لئے کپڑا ہو اس کے لئے لوگوں سے مانگنا جائز نہیں ہے، اسی طرح جو آدمی کمانے پر قادر ہو اس کے لئے بھی سوال کرنا جائز نہیں، البتہ اگر کسی آدمی پر فاقہ ہو یا واقعی کوئی سخت ضرورت پیش آگئی ہو جس کی وجہ سے وہ انتہائی مجبوری کی بنا پر سوال کرے تو اس کی گنجائش ہے؛ لیکن مانگنے کو عادت اور پیشہ بنالینا حرام ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ جو شخص بلا ضرورت مانگتا ہے تو قیامت کے دن اس کا یہ مانگنا اس کے چہرے پر زخم بن کر ظاہر ہوگا۔ لہٰذا جن کے بارے میں علم ہو کہ یہ پیشہ ور بھکاری ہیں تو ایسے افراد کی حوصلہ شکنی کرنی چاہیے، تاہم اس میں متکبرانہ انداز اختیار نہ کیا جائے، انہیں جھڑکا نہ جائے، بلکہ طریقے سے معذرت کرلی جائے۔ اسی طرح کسی خاتون کا بیوہ ہونا اس کو مصارف زکوٰۃ کی فہرست میں نہیں داخل کرتا۔ بہت سی بیوا ہیں سونے چاندی کے زیورات کی مالک ہونے کے سبب خود صاحب نصاب ہوتی ہیں، ان کو زکوٰۃ دینے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔

رشتے داروں کا حق مقدم ہے!

عام طور پر یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ مال وثروت رکھنے والے احباب ملی اور رفاہی اداروں کے تعاون میں تو بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں، جو اچھی بات ہے؛ مگر اپنے ہی خاندان اور قریبی رشتہ داروں کی خبرگیری نہیں کرتے، جب کہ تعاون و امداد کے اولین حق دار یہی لوگ ہیں۔ ارشاد باری ہے: بے شک اللہ تعالیٰ عدل کا، بھلائی کا اور قرابت داروں کو دینے کا حکم دیتا ہے۔ (النحل) آیت کریمہ سے پتہ چلتا ہے کہ رشتے داروں کے ساتھ امداد وتعاون کا معاملہ کرنا ان پر احسان نہیں ہے؛ بلکہ یہ وہ حق ہے جو اللہ نے اصحاب حیثیت پر ان کے رشتے داروں کے سلسلے میں عائد کیا ہے۔ اکثر لوگ یہاں کوتاہی

کا ارتکاب کرتے ہیں: یا تو رشتے داروں کے ساتھ بالکل تعاون نہیں کرتے یا رشتے داروں کا حق ادا کر کے ان پر احسان جتاتے اور ان کی عزت نفس کو مجروح کرتے ہیں، اس طرح اپنی نیکی کو بھی برباد کرلیتے ہیں۔ اسی لئے ایک رشتے دار باوجود غریب اور ضرورت مند ہونے کے اپنے کسی مالدار رشتے دار کا مالی تعاون لینے سے بالعموم گریز کرتا ہے۔ یہ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ آج کل خاندان کے بعض افراد تو عیاشی سے زندگی بسر کرتے ہیں اور انہی کے کئی رشتہ دار روٹی، کپڑے اور چھت کو ترستے ہیں۔ لہٰذا سب سے پہلے رشتہ داروں مثلاً بھائی، بہن، بھتیجا، بھتیجی، بھانجا، بھانجی، چچا، پھوپھی، خالہ، ماموں، ساس، سسر، داماد وغیرہ میں سے جو حاجت مند اور مستحق زکوٰۃ ہوں، انہیں زکوٰۃ دینا چاہیے؛ اس لئے کہ ان کو دینے میں دوہرا ثواب ملتا ہے، ایک ثواب زکوٰۃ کا اور دوسرا صلہ رحمی کا، جیسا کہ اس مفہوم کی متعدد روایتیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں۔ نیز کسی تحفے یا ہدیے کی شکل میں بھی مذکورہ رشتہ داروں کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے، بس ادائیگی کے وقت زکوٰۃ کی نیت ہونی چاہیے۔

حاجت مندوں کی حاجت کا خیال کیجیے!

زکوٰۃ کے حوالے سے ایک کوتاہی یہ بھی چلی آرہی ہے کہ کچھ زکوٰۃ ادا کرنے والے ضرورت مندوں کی ضرورت کو پیش نظر رکھنے کی بجائے اپنی خواہش کو ترجیح دیتے ہیں اور بڑی مقدار میں بازار سے سستے کپڑے اور دیگر (کم ضروری) چیزیں ہول سیل میں خرید لاتے ہیں، پھر انہیں اعلان کے ذریعہ مستحقین اور غیر مستحقین سب کے درمیان تقسیم کردیتے ہیں اور بہ زعم خویش فریضہ زکوٰۃ سے عہدہ برآ ہوجاتے ہیں۔ حالانکہ فقہائے کرام کی تصریحات کے مطابق زکوٰۃ وصدقات کے سلسلے میں فقراء ومساکین کی منفعت ملحوظ رکھنی چاہیے۔ نیز قرآن کریم میں عمدہ مال سے صدقہ کرنے کی ترغیب دی گئی ہے اور گھٹیا مال سے صدقہ کرنے کو ناپسند کیا گیا ہے، چنانچہ ایک جگہ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

”تم نیکی کے مقام تک اس وقت تک ہرگز نہیں پہنچوگے، جب تک ان چیزوں میں سے (اللہ کے لئے) خرچ نہ کرو، جو تمہیں محبوب ہیں۔“ (آل عمران)

اور دوسری جگہ ارشاد ہے:

”اے ایمان والو! جو کچھ تم نے کمایا ہو اور جو پیداوار ہم نے تمہارے لئے زمین سے نکالی ہو اس کی اچھی چیزوں کا ایک حصہ (اللہ کے راستے میں) خرچ کیا کرو، اور یہ نیت نہ رکھو کہ بس ایسی خراب قسم کی چیزیں (اللہ کے نام پر) دیا کروگے، جو (اگر کوئی دوسرا تمہیں دے، تو نفرت کے مارے) تم اسے آنکھیں میچے بغیر نہ لے سکو۔“ (البقرہ)

خلاصۂ کلام:

الغرض ہر صاحبِ نصاب کی ذمہ داری ہے کہ وہ خوش دلی سے سال بہ سال اپنی زکوٰۃ ادا کرے، زکوٰۃ ادا کرنے میں ٹال مٹول نہ کرے، اپنے مستحق رشتے داروں سے تعاون کا آغاز کرے اور اچھے سے اچھا مال راہِ خدا میں صرف کرے۔ شہرت وریاکاری اور احسان جتلانے کے ذریعہ اپنی اس عبادت کو باطل نہ کرے؛ بلکہ لینے والے کو اپنا محسن سمجھے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ملحوظ خاطر رکھے: صدقہ دیا کرو! ایک ایسا زمانہ بھی تم پر آنے والا ہے جب ایک شخص اپنے مال کا صدقہ لے کر نکلے گا اور کوئی اسے قبول کرنے والا نہیں پائے گا۔ (جس کے پاس صدقہ لے کر جائے گا) وہ یہ جواب دے گا کہ اگر تم کل اسے لائے ہوتے تو میں اسے قبول کرلیتا، آج تو مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔ (بخاری شریف) ☆☆☆

اہم اعلان

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی بزرگ راہنما، خاتم النبیین میڈیکل ہارٹ سینٹر سرگودھا کے چیئر مین، یادگارِ اسلاف حضرت مولانا حافظ محمد اکرم طوفانی رحمہ اللہ رحلت فرمائے عالم آخرت ہوئے اور ہمارے لئے اپنی حسین یادوں اور قیمتی باتوں کی سوغات چھوڑ گئے۔ ان یادوں اور باتوں کو محفوظ رکھنا ہماری ذمہ داری ہے تاکہ حضرت طوفانی صاحب رحمہ اللہ کی خدمات سے آنے والی نسلیں واقف ہوسکیں۔ چنانچہ حضرت طوفانی رحمہ اللہ کی حیات وخدمات کو مرتب کر کے ایک کتاب شائع کرنے کا ارادہ ہے۔ حضرتؒ کے متعلقین سے گزارش ہے کہ اپنے مضامین لکھ کر جلد از جلد بھجوادیں تاکہ کتاب میں شامل کئے جاسکیں۔

والسلام:

(مولانا) قاضی احسان احمد مرکزی مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

برائے رابطہ سیل نمبرز: 0335-3224030, 0300-9899402

قرآن کریم سے ہمارا تعلق کیسا ہو؟

محمد عمر نظام آبادی

قرآن کریم ایک پُرحکمت آفاقی اور لاثانی کتاب ہے، جو حکیم مطلق کا تجویز کیا ہوا نسخۂ کیمیا ہے، جو صبح وشام اور شب وروز کے لئے خضرِ طریق ہے، خلوت وجلوت اور بزم ورزم کے لئے مشعلِ راہ ہے، نیز اس کی تلاوت باعثِ اجر وثواب اور اس پر عمل ذریعۂ نجات ہے، اس کے ساتھ محبت علامتِ ایمان اور اس کا شغف مسلمان کی شان ہے، مومنوں کے لئے یہ ذکریٰ ہے تو متقیوں کے لئے ہدیٰ، علوم ومعارف کا بحر ناپیدا کنار عقلوں کا دفتر، ان گنت پند ونصائح کا گنجینہ ہے اور یہ وہ کتابِ ہدایت ہے جو بندگانِ خدا اور عبادِ الٰہی کو ایک معبودِ حقیقی ومسجودِ اصلی کی بارگاہِ عالی میں اپنی جبیں فرسائی کا درس دیتی ہے، گم گشتہ راہ لوگوں کو رشد وہدایت اور امن وسلامتی کا پیغام سناتی ہے، جس کے ذریعہ شر وفساد، ظلم وعدوان کا اہرمن دم گھٹ کر مرجاتا ہے، اور خیر وصلاح، عدل وکرم کا یزداں سایہ گستر ہوجاتا ہے۔

تلاوتِ قرآن کی فضیلت:

قرآن کریم ایک ہمہ گیر نظامِ حیات اور جامع کتاب ہے، جس کی تلاوت اجر وثواب کا ذریعہ، رحمتوں اور برکتوں کے نزول کا باعث ہے، اور قرآن کریم کا یہ اعجاز ہے کہ اس کی کتنی بھی تلاوت کی جائے، انسان بے لطف نہیں ہوتا اور ہر بار تلاوت سے ایک نئی لذت حاصل ہوتی ہے، اور اس کے ایک ایک حرف پر دس نیکیاں ملتی ہیں، رمضان میں تو یہ ثواب اور بھی بڑھ جاتا ہے، قرآنِ کریم ترجمہ کے ساتھ پڑھا جائے یا بغیر ترجمہ کے دونوں صورتوں میں بڑا ثواب ہے، اور اس کے ہر ہر حرف کی تلاوت پر دس نیکیوں کا وعدہ کیا گیا ہے؛ جیسا کہ حدیثِ مبارک میں اس کی فضیلت بتائی گئی ہے اور اس کی مثال سمجھاتے ہوئے فرمایا گیا ہے کہ ''الم'' ایک حرف نہیں ہے: بلکہ ''الف'' الگ حرف ہے اور ''لام'' الگ حرف ہے اور ''میم'' الگ حرف ہے۔ (سنن الترمذی)

نکتہ اس میں یہ ہے کہ ''الـــــم'' حروفِ مقطعات میں سے ہے، اور حروفِ مقطعات کا معنیٰ ومفہوم جمہور اہلِ علم کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو یقینی طور پر معلوم نہیں ہے، حدیث شریف میں مثال ہی ان حروف کی دی گئی جن کا معنیٰ کسی بھی امتی کو معلوم نہیں ہے، اور ان کے پڑھنے پر ہر حرف پر دس نیکیوں کا وعدہ کیا گیا ہے، تو معلوم ہوا کہ قرآنِ کریم کی نفسِ تلاوت بھی مقصود ہے، اور اس پر اجر وثواب مستقل ہے، حاصل یہ ہے کہ سمجھے بغیر تلاوتِ قرآنِ کریم کو فضیلت میں کم نہ سمجھا جائے؛ کیوں کہ تلاوت بھی مستقل طور پر مطلوب ہے، اس فضیلت کا تو وہ شخص بھی حق دار ہے جو اس کی تلاوت پر قادر ہو؛ لیکن جو شخص اس کی تلاوت پر قادر نہ ہو تو وہ بھی مایوس نہ ہو؛ بلکہ اس کے سیکھنے کی کوشش کرے؛ کیوں کہ قرآنِ کریم کی ایک آیت سیکھنے پر حدیثِ مبارکہ میں یہ فضیلت وارد ہوئی ہے کہ ایک آیت کا سیکھنا سو رکعت نفل نماز سے بہتر ہے۔ (سنن ابن ماجہ)

لہٰذا رمضان المبارک کے اس مہینے کی قدر میں یہ بات بھی شامل ہے کہ کثرت سے قرآن کی تلاوت کا اہتمام کیا جائے۔

رمضان میں تلاوتِ قرآن کریم کے سلسلہ میں اکابر کا معمول:

یہ بات بھی بالکل بدیہی ہے کہ قرآن کریم کا رمضان المبارک سے خاص تعلق ہے؛ کیوں کہ قرآن کریم کا نزول بھی اسی ماہِ مبارک میں ہوا، اور اسی وجہ سے خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال اس مہینے میں حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ قرآن کریم کا دور کیا کرتے تھے اور اسی طرح ہمارے اسلاف واکابر، علماء ومشائخ کا رمضان المبارک میں کثرت سے تلاوتِ قرآن کا معمول رہا۔

(۱) چنانچہ امام اعظم ابوحنیفہؒ رمضان کے ایک مہینا میں ۶۱ قرآن کریم پڑھتے تھے۔

(تذکرۃ النعمان)

(۲) امام شافعیؒ کا معمول یہ تھا کہ وہ رمضان میں ۶۰ قرآن کریم مکمل کیا کرتے تھے۔

(الفتاوی الحدیثیہ)

(۳) حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے حالات میں لکھا ہے کہ آپؒ روزانہ نصف قرآن کریم کی تلاوت کیا کرتے تھے۔(اکابر کا رمضان)

(۴) شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ کا مشغلہ دن رات تلاوتِ کلام اللہ کا تھا۔

(۵) حضرت جی مولانا یوسف کاندھلویؒ کے متعلق لکھا ہے کہ صحت وقوت کے زمانہ میں سالہا سال تک یومیہ ایک قرآن پاک ختم کرنے کا معمول رہا۔(اکابر کا رمضان)

(٦) حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ کے والد گرامی ''حضرت مولانا محمد یحییٰ کاندھلویؒ'' رمضان میں دن بھر میں چلتے پھرتے پورا قرآن کریم مکمل فرمالیتے اور افطار کا وقت قریب ہوتا تو ان کی زبان پر ''قل اعوذ برب الناس'' ہوتی تھی۔

(۷) اور خود حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ کا حال تلاوتِ قرآن کے سلسلہ میں یہ تھا کہ رمضان میں روزانہ ایک مکمل قرآن کریم ختم فرمایا کرتے تھے اور ۴۲ سال تک یہی معمول رہا۔(آپ بیتی)

(۸) فقیہ الامت حضرت مولانا محمود حسن صاحب گنگوہیؒ تمام معاملات ومشاغل کے ساتھ ساتھ یومیہ ایک قرآن کریم مکمل فرماتے تھے اور یہ معمول نصف صدی سے زائد تک رہا۔

(مواعظ فقیہ الامت)

تلاوتِ قرآن کا یہ بابرکت ذوق اور شغف جہاں مردوں میں پایا جاتا ہے تو وہیں خواتین کی زندگیوں میں بھی یہ دلشاد منظر دکھائی دیتا ہے؛ جیسا کہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب نے اپنی گھریلو خواتین کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

''ہمارے گھر کی خواتین گھریلو کام کاج کی انجام دہی کے ساتھ ساتھ یومیہ نصف قرآن کریم کی تلاوت کرلیتی ہیں۔''

اور اسی طرح بانیٔ تبلیغ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب کاندھلویؒ کی والدہ ماجدہ کے بارے میں لکھا ہے کہ ماہ مبارک میں روزانہ ایک قرآن کریم مکمل اور مزید دس پاروں کی تلاوت کا اہتمام تھا؛ لیکن تف ہے ہماری اس محرومی اور عدیم الفرصتی پر کہ ہمیں اس عظیم الشان مہینے میں بھی قرآن کریم کی ایک معتدبہ مقدار تلاوت کرنے کی توفیق نہیں ملتی، بایں طور کہ مرد حضرات کاروبار اور باہر کی مشغولیات میں مصروف ہیں تو دوسری طرف خواتین خانگی مصروفیات اور خریداری میں اس قدر منہمک ہیں کہ نہ روزہ کی پرواہ ہے اور نہ ہی عبادت و تلاوت کا کوئی ذوق، یہ سب محروم القسمت ہونے کی علامات ہیں؛ ورنہ تو کچھ خوش نصیب گھرانے آج کے اس عدیم الفرصتی کے دور میں ایسے بھی ہیں جہاں پر مردوں اور عورتوں دونوں کا معمول بحمداللہ یومیہ مکمل قرآن کریم کا ہے۔ یہ کوئی خلاف عقل بات نہیں، کیوں کہ اگر بندہ کی جانب سے طلبِ صادق ہو اور ربِ رحمٰن کی طرف سے توفیق نصیب ہو تو کیا بعید ہے:

بس اپنے اندر شوق کی چنگاری کو بھڑکانا ہوگا، طلب کی ضیاء کو روشن کرنا ہوگا، ثواب کی حرص کو پیدا کرنا ہوگا، رضائے رب کی وصول یابی کی کوشش کرنا ہوگی اور بارگاہِ الٰہی میں دستِ سوال دراز کرنا ہوگا، پھر ان شاءاللہ! کامیابی مقدر ہوگی؛ لیکن شرط یہ ہے کہ بندہ کی جانب سے پہل ہو؛ کیوں کہ:

تدبیر کے دست زریں سے تقدیر درخشاں ہوتی ہے
قدرت بھی کرم فرماتی ہے جب کوششِ انساں ہوتی ہے

ہماری حالتِ زار:

قرآن کریم کا اعلان ہے:

''(اے مسلمانو!) تم نہ ہمت ہارو اور نہ غم کھاؤ، اگر تم ایمان رکھتے ہو تو تم ہی غالب رہوگے۔'' (آل عمران)

لیکن جب ہم نے فرمانِ خداوندی کو نظر انداز کردیا، قرآن اور اس کے پیغامات سے چشم پوشی کی اور ایمانی صفات اور نبوی تعلیمات سے روگردانی کی تو پھر کیا تھا کہ مہر، قہر میں بدل گیا، بلندی سے پستی کی طرف دھکیل دیئے گئے اور سزا کے طور پر رسوائی، ناداری، خواری اور بدنامی سے ہستی اور بستی کو بھر دیا گیا اور قرآن کے تارک بن کر تاریکی میں ڈوبتے چلے گئے اور پھر آج ہم در در کی ٹھوکریں کھا رہے ہیں، دن بہ دن مصائب ومشکلات کا شکار ہورہے ہیں، حالات اور حوادثات سے دوچار ہیں، آزمائشوں اور طرح طرح کی بیماریوں میں گھرے ہوئے ہیں، وبائی سازشوں اور طوفانوں سے حیران وسرگرداں ہیں، معاشی نظام کی تباہی سے پریشان ہیں، تعلیمی پسماندگی کی وجہ سے تنزلی اور پستی ہمارا مقدر بن چکی ہے؛ کیوں کہ اسلاف نے قرآن کا دامن تھام کر سب کچھ پایا اور ہم نے قرآن کا دامن چھوڑ کر سب کچھ کھودیا۔ مختصر یہ کہ:

میرے کعبے کو جبینوں سے سجایا کس نے
میرے قرآن کو سینوں سے لگایا کس نے
تھے تو آبا وہ تمہارے ہی مگر تم کیا ہو
ہاتھ پر ہاتھ دھرے منتظر فردا ہو
وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہوکر
اور تم خوار ہوئے تارک قرآں ہوکر

لائحہ عمل اور علاج:

رمضان المبارک کی ان گراں قدر ساعتوں اور بابرکت لمحات کا تقاضا ہے کہ اس کو عبادت و تلاوت اور ذکر و نماز اور بھلائی کے کاموں میں گزارا جائے، کیوں کہ اگر ہم ان مبارک لمحات کی قدردانی کئے بغیر ان کو یوں ہی گزار دیں اور اپنے اندر بدلاؤ اور تبدیلی لانے کی فکر اور کوشش نہ کریں تو پھر ہمارے حق میں رمضان اور غیر رمضان یکساں ہوجائیں گے اور ہمارے لئے اس سے بڑا خسارہ اور کیا ہوگا کہ ہم اللہ تعالیٰ کی مغفرتِ عظمیٰ اور بخششِ عامہ سے محروم رہ جائیں اور حضرت جبرائیل علیہ السلام کی اس بددعا کا حصہ بن جائیں گے، جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آمین کہی ہے۔ ابھی بھی وقت ہے سدھرنے کا، سنبھلنے کا اور اپنے اندر تبدیلی لانے کا۔ چند ایک کام ہیں جن کی ادائیگی ان شاء اللہ! کارآمد اور نفع بخش ہوگی۔

سب سے پہلا کام یہ کریں کہ اپنے کاموں کا نظام العمل بنائیں، کہ کس وقت میں مجھے کونسا کام کرنا ہے؛ یعنی کس وقت آرام کرنا ہے اور کس وقت عبادت کرنا ہے اور کب دکان اور آفس جانا اور کس وقت قرآن کی تلاوت کرنا ہے؛ کیوں کہ اگر ہم اس طرح کا نظام الاوقات نہیں بنائیں گے تو پھر رمضان کی بابرکت گھڑیاں یوں ہی گزر جائیں گی، کچھ ہاتھ نہیں آئے گا اور رمضان کو پالینے کے باوجود بھی زندگی میں کوئی تبدیلی نہیں آئے گی؛ اس لئے اولاً اپنا نظام الاوقات تیار کریں اور اوقات کو کام میں لائیں۔

اور اسی کے ساتھ ساتھ اس بات کا پختہ عزم و ارادہ کریں کہ آج سے لے کر موت تک ایک نماز بھی فوت نہ ہوگی اور جو نمازیں چھوٹ گئی ہیں ان کی قضا کی ترتیب بنائیں اور سب سے اسہل طریقہ یہ ہے کہ ہر نماز کے وقت اسی نماز کی قضا کریں، اگر اس طرح کریں تو ان شاء اللہ! مہینے میں ۱۵۰ نمازوں کی قضا ہوجائے گی۔

قرآن کریم سے اپنا رشتہ اور تعلق مضبوط بنائیں، رمضان اور غیر رمضان دونوں میں تلاوتِ قرآن کریم کا معمول بنائیں، اگرچہ یومیہ ایک رکوع ہی کیوں نہ ہو اور علماء کرام کے درس قرآن میں شرکت کرکے قرآن سمجھنے کی کوشش کریں۔

ایک اہم کام یہ ہے کہ علماء کرام اور بزرگانِ دین سے اپنا تعلق قائم کریں؛ اس لئے کہ علماء کرام کی رہنمائی کے بغیر صراطِ مستقیم پر چلنا اور دین پر ثابت قدم رہنا آج کے زمانہ میں مشکل ہے۔ جس طرح وبا کے دور میں ڈاکٹروں سے دوری جان لیوا ثابت ہوتی ہے؛ اسی طرح فتنوں کے دور میں علماء کرام سے دوری ایمان لیوا ثابت ہوتی ہے، اس لئے علماء کرام سے اپنے روابط کو مضبوط کریں اور ہر کام میں ان کی رہبری اور نشاندہی پر عمل کریں۔ ان شاء اللہ! ہر فتنہ اور دشمنانِ دین کی سازشوں سے مامون رہیں گے۔

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن کریم سے وابستہ رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں عزت و سربلندی سے ہمکنار کرے، آمین ثم آمین! ☆☆

مولانا مفتی عبدالعزیز عزیزیؒ الہ آباد قصور .... مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا عبدالعزیز عزیزی کے والد گرامی حاجی عبدالرحمٰنؒ تھے۔ میوات سے ہجرت کرکے تشریف لائے۔ آپ نے علوم اسلامیہ کی تکمیل جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ سے کی۔ ان دنوں جامعہ نصرۃ العلوم کا طوطی بولتا تھا۔ امام اہلسنت مولانا سرفراز خان صفدرؒ، مفسر القرآن مولانا صوفی عبدالحمید سواتیؒ، مولانا عبدالقیوم ہزارویؒ علم وعمل کے دریا موجزن تھے۔ ان سے علوم اسلامیہ کی تکمیل کی سعادت حاصل کی، ۱۹۶۲ء میں دورۂ حدیث شریف کیا۔ اصلاحی تعلق ہمارے حضرت بہلویؒ سے تھا۔ حضرت بہلویؒ کے فرزند ارجمند میرے استاذ محترم حضرت مولانا عبدالحئی بہلویؒ سے چاروں سلسلوں میں مجاز تھے۔ آپ نے علوم اسلامیہ کی امانت آگے پہنچانے کے لئے الہ آباد (ٹھینگ موڑ) میں جامعہ رحمانیہ کی بنیاد رکھی۔ دیکھتے ہی دیکھتے مدرسہ رحمانیہ مکتب سے جامعہ کی حیثیت اختیار کرگیا۔ آپ نے بانی تبلیغ حضرت مولانا محمد الیاس دہلویؒ کی طرح زیادہ تر توجہ میواتی برادری کی طرف کی اور ان کے اعمال وعقائد کی اصلاح کے لئے شبانہ روز محنت کی۔ آپ کی مساعی جمیلہ سے میواتیوں کے سینکڑوں بچے آپ سے تعلیم حاصل کرکے عالم اور حافظ بن گئے۔ سیاسی طور پر حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ سے تعلق رکھا، جسے حق جانا ڈنکے کی چوٹ بیان کیا اور بلاخوف لومۃ لائم بیان کیا۔ جامعہ کا منبر ومحراب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے لئے وقف رکھا۔ ہر سال آپ کے جامعہ میں ہمارے مبلغ مولانا عبدالرزاق مجاہد سلمہ کے کئی درس ہوتے اور بلاروک ٹوک اپنے منبر کو مجلس کے لئے استعمال کرنے کی اجازت دے رکھی تھی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی دعوت پر اٹھائی گئی تمام تحریکوں میں نہ صرف حصہ لیا بلکہ اس کے ممد ومعاون ثابت ہوئے۔ آپ چونکہ ایک شیخ کامل کے مجاز تھے، تہجد سمیت نوافل کی ادائیگی معمول تھا۔ اسی معمول کے مطابق ۱۵ رفروری ۲۰۲۲ء کو تہجد کی نماز کے وقت جان جانِ آفرین کے سپرد کی۔ آپ کی نماز جنازہ آپ کے برادر خورد مولانا عبداللطیف نے پڑھائی اور آپ کو آبائی قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔

اسلام......ایک زندہ دین

حضرت مولانا فضل محمد یوسف زئی مدظلہ

قال اللہ جل جلالہ وعم نوالہ: ’’اِنَّ الدِّینَ عِندَاللّٰہِ الاِسْلَامُ۔‘‘(آل عمران:۱۹)

ترجمہ: ’’دین جو ہے اللہ تعالیٰ کے ہاں سو یہی مسلمانی حکم برادری۔‘‘

وقال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم: ’’و محمد فرق بین الناس الخ۔‘‘ (مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ: ’’اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اچھے اور بُرے لوگوں کے درمیان فرق کرنے والے ہیں۔‘‘

زمانہ قدیم میں عیسائیت کی قیادت ’’کلیسا‘‘ کے ہاتھ میں تھی جو عیسائی پوپوں کی مذہبی حکومت ہوتی تھی، پھر قیادت پر ریاست یعنی حکومت اور کلیسا کے درمیان لمبا جھگڑا ہوگیا۔ کلیسا کی مذہبی قیادت میں چونکہ پادریوں اور پوپوں کے پاس جدید معاشرہ کے مسائل کا حل نہیں تھا، اس لئے اس جنگ میں ریاست نے کلیسا کو شکست دے دی اور کلیسا ریاست سے باہر ہوگیا، اس طرح عیسائی ریاست مذہب سے بالکل الگ ہوکر رہ گئی اور کلیسا اپنے پادریوں اور پوپوں کے ساتھ الگ ہوکر بیٹھ گیا۔ پھر دونوں کے مابین یہ طے ہوا کہ کلیسا کا مذہب ریاست کے امور میں مداخلت نہیں کرے گا اور ریاست کلیسا کو ایک محدود مقام پر رکھ کر الگ تھلگ رکھے گی۔ چنانچہ روما سلطنت اٹلی میں ویٹی کن کا ایک علاقہ عیسائی پادریوں اور پوپوں کے حوالہ کردیا گیا جو چند کلو میٹر پر مشتمل ہے اور جس پر پوپوں کی حکومت ہے اور یہ ان کا ایسا ہی مرکزی اور مذہبی مقام ہے، جیسا کہ مسلمانوں کے پاس مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ ہیں۔ عیسائی ممالک پوپوں کی اس محدود قیادت سے مالی تعاون کرتے ہیں اور بجٹ میں کلیسا کا حصہ مقرر کرتے ہیں۔ اس تاریخی پس منظر کے بیان سے میرا مقصد یہ ہے کہ دنیا دیکھے اور انصاف سے فیصلہ کرلے کہ ویٹی کن آباد ہے یا مکہ مکرمہ ومدینہ منورہ آباد ہیں۔ میرا دعویٰ ہے کہ ویٹی کن ہرلحاظ سے ویران ہے اور مکہ مکرمہ ومدینہ منورہ ہر لحاظ سے آباد ہیں، جو اس بات کی دلیل ہے کہ اسلام زندہ وتابندہ مذہب ہے اور عیسائیت بے روح میت اور مردہ حقیقت ہے۔ چنانچہ بطور دلیل میں جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کے مہتمم اور شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر (رحمۃ اللہ علیہ) کا چشم دید واقعہ عرض کرنے کی جسارت کرتا ہوں۔ میں نے حضرت ڈاکٹر صاحب سے جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن میں دیگر علما کی موجودگی میں پوچھا کہ آپ نے اٹلی کا سفر کیا ہے اور ویٹی کن کا مشاہدہ بھی کیا ہے، آپ نے وہاں کیا دیکھا؟ حضرت ڈاکٹر صاحب نے اپنا مشاہدہ یوں بیان کیا کہ: روما سلطنت اٹلی میں ویٹی کن ایک شہر ہے جو عیسائی پوپوں کا مرکز ہے، یہ جگہ عیسائی مذہب کا مرکزی مقام ہے۔ وہاں کا پوپ پوری دنیا کی عیسائیت کا سب سے بڑا مذہبی پیشوا سمجھا جاتا ہے۔ ایک پوپ کے مرنے کے بعد دوسرا پوپ اس عہدے پر فائز ہو جاتا ہے۔ ویٹی کن ایک چھوٹا سا شہر ہے، اس کے اندر قلعہ نما ایک مقام ہے جو چہار دیواری کے اندر ہے، اونچی اونچی

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silver, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85,Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph: 32514972-32531133

دیواریں ہیں اور لمبی لمبی گیلریاں ہیں، ایک طرف سے اس کا بڑا دروازہ ہے، اس میں ہر جانے والے سے گیارہ یا تیرہ ڈالر بطور ٹکٹ لیا جاتا ہے۔ اندر جا کر گیلریاں بنی ہوئی ہیں، ان گیلریوں اور برآمدوں میں حضرت عیسیٰ طغریٰ اور حضرت مریم طغریٰ کی تصاویر رکھی ہوئی ہیں، لوگ اس پر گزرتے ہیں اور اسے دیکھ کر چلے جاتے ہیں۔ ان سے گزر کر آگے عیسائیوں کے قدیم زمانے کی جنگوں کے نقشے رکھے ہوئے ہیں، اس سے گزر کر اگلے دروازہ سے لوگ نکل جاتے ہیں۔ بس یہی ویٹی کن ہے، نہ وہاں کوئی عبادت ہے، نہ اللہ تعالیٰ کا نام ہے، نہ کوئی گرجا ہے۔ ممکن ہے کہیں گرجا ہو، لیکن ہم نے نہیں دیکھا۔ ہمارا خیال تھا کہ ویٹی کن کوئی بڑا علاقہ ہوگا، اس میں عبادت خانہ ہوگا، وہاں لوگ عبادت کرتے ہوں گے، لیکن دیکھنے کے بعد ہم نے اس کو اپنے خیال کے بالکل برعکس پایا۔ گویا یہ کہاوت صادق آرہی تھی کہ ''کھودا پہاڑ نکلا چوہا، وہ بھی مرا ہوا'' ہمیں وہاں پر نہ کوئی عبادت خانہ نظر آیا، نہ کوئی عبادت ہوتی ہوئی نظر آئی، ایک خالی ویران علاقہ نظر آیا جس میں ہر طرف وحشت اور نحوست محسوس ہو رہی تھی۔ عیسائی لوگ دنیا کو دھوکا دیتے ہیں اور مسلمانوں کے حج اور عمرہ کے مناظر دیکھنے دکھانے کو ممنوع قرار دیتے ہیں۔

یہ ہیں ڈاکٹر صاحب کے وہ کلمات جو ویٹی کن کے مشاہدہ کے تاثر میں آپ نے ارشاد فرمائے ہیں۔ اس مضمون کے لکھنے اور دینِ مسیحی اور دینِ اسلام کے تقابل کا سبب یہ بنا کہ میں نے جب اس سال ۱۹؍رمضان ۱۴۳۵ھ میں مدینہ منورہ سے احرام باندھا اور عمرہ ادا کرنے کے لئے مکہ مکرمہ آیا تو رمضان کا آخری عشرہ شروع ہونے والا تھا، صفا مروہ پہنچ کر سعی کرنے لگا تو لوگوں کے اژدہام میں پھنس گیا، اس وقت میرے ذہن میں ویٹی کن کا خیال آیا اور زبان پر بے اختیار یہ جملے جاری ہوگئے: اے خالی خولی ویران ویٹی کن! تیرے پاس رکھا کیا ہے؟ دیکھو، محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوبیت کا سمندر لوگوں سے کس طرح ٹھاٹھیں مار رہا ہے؟ بے شک ان میں بے شمار گناہ گار ہوں گے، لیکن ان کے دلوں میں محمدیت کا ایسا جذبہ ہے کہ اگر ان کو کوئی کہہ دے کہ توحید اور اسلام کا کلمہ طیبہ چھوڑ دو تو وہ مرنے مارنے پر اتر جاتے ہیں۔ موسم حج کے ولولہ انگیز عظیم مناظر تو اپنی جگہ ایک بحر زخار ہے جو ناپید کنار ہے، لیکن رمضان میں عمرہ کے لئے فرزندان توحید کا جو امنڈتا ہوا سیلاب نظر آتا ہے، اس کا بیان نوک قلم میں لا کر قلمبند کرنا کسی کے بس کی بات نہیں ہے۔ کئی مربع میل حرم مکہ اور حرم مدینہ میں وہ کونسی جگہ ہے جہاں انسانوں کا سمندر موجزن نہ ہو؟ حرم میں اندر کے وسیع ہال ہوں یا کھلا مطاف ہو یا صفا مروہ ہوں یا باہر کے وسیع میدان ہوں، وسیع سڑکیں ہوں یا کھلے بازار ہوں یا فلک بوس ہوٹل ہوں، مکہ ہو یا مدینہ ہو، کسی جگہ تل دھرنے کی جگہ نہیں ملتی ہے۔ اگر ویران ویٹی کن اس عظیم مجمع کا نظارہ کرے تو اپنے خالی دامن کو دیکھ کر شرم سے اس کا سر جھک جائے گا اور اقرار کرلے گا کہ:

چراغِ مردہ کجا نور آفتاب کجا
ببیں تفاوت راہ از کجا است تا بکجا

دنیا کا کونسا ملک ہے اور اقوام عالم کی کونسی قوم ہے اور دنیا کا کونسا خطہ ہے جس کے مسلمانوں کا جم غفیر یہاں ''لبیک اللّٰھم لبیک'' کا نعرہ بلند نہ کرتا ہو؟ مختلف النوع اور مختلف طبائع کے انسانوں کا یہ عظیم مجمع اس طرح پرسکون اور امن وامان سے رہتا ہے جس کی نظیر دنیا پیش نہیں کرسکتی ہے۔ اگر کسی اور مقام پر اس جم غفیر کا عشر عشیر بھی اکٹھا ہوجائے تو ہر روز سینکڑوں جھگڑے ہوں گے، لیکن یہاں انسانوں کا آپس میں محبت والفت اور تعاون قابل دید ہوتا ہے، ہر شخص کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ یہاں آئے ہوئے اپنے مسلمان بھائیوں کی کوئی خدمت کرے۔ روزہ کے افطار کے وقت مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کے دروازوں پر چھوٹے چھوٹے بچے کھڑے ہو جاتے ہیں اور ہر آنے والے کا دامن پکڑ پکڑ کر بڑے پیار سے اپنے دسترخوان کی طرف بلاتے ہیں کہ آئیے!

سو سال سے زائد بہترین خدمت
ESTD 1880
ABS
ABDULLAH
BROTHERS SONARA
عبداللہ برادرز سونارا
Formerly: H. Elyas Sonara
Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph:32546455, Cell:0301-2352363

ہمارے ساتھ افطار کیجئے! جب کہنے والا کہتا ہے کہ میں اپنے ساتھیوں کے پاس جاتا ہوں تو یہ بچے کہتے ہیں کہ کیا ہم آپ کے ساتھی نہیں ہیں؟ پھر دستر خوان پر مدینہ منورہ میں وہ نعمتیں جمع ہوتی ہیں جن کا شمار کرنا مشکل ہوتا ہے، رات بھر ان نعمتوں سے لاکھوں انسان فائدہ اٹھاتے ہیں، پھر سحری کے وقت راستوں میں اللہ تعالیٰ کے بندے کھڑے ہوتے ہیں اور سحری کرنے والوں تک سحری پہنچاتے ہیں، کیا محبت وایثار اور ہمدردی کا یہ منظر ویٹی کن پیش کرسکتا ہے؟ نہیں، نہیں، ہرگز نہیں! کیونکہ ایک طرف زندہ حقیقت ہے اور دوسری طرف بے جان میت ہے۔

مسلمانوں کے مختلف ممالک سے آئے ہوئے ان مختلف انسانوں میں ایسے ایسے خوبصورت انسان بھی ہوتے ہیں کہ ان کو دیکھ کر دل خوش ہو جاتا ہے اور زبان پر یہ کلمات آتے ہیں کہ یا اللہ! تیرا شکر ہے کہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں ایسے ایسے خوبصورت انسان بھی داخل ہیں، بعض بچے جب مکہ و مدینہ کے حرم میں دوڑتے نظر آتے ہیں تو ایسا لگتا ہے کہ فرش پر چمکدار موتی بکھرے ہوئے ہیں، بعض چھوٹے بچے جب احرام لگائے ہوئے نظر آتے ہیں تو بے اختیار جسم جھوم کر زبان پر یہ جملہ آتا ہے کہ مولا! تیرا شکر ہے، تیرا دین زندہ ہے، تیرے نبی کا معجزہ زندہ ہے۔ مخلوق خدا کے اس ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر میں عبادات کے ایسے روح پرور مناظر ہیں کہ اگر غیر مسلم اقوام اس کو دیکھ لیں تو اسلام قبول کرلیں گے، اسی لئے امریکا وغیرہ غیر مسلم ممالک میں حج وعمرہ اور حرمین شریفین کے مناظر دیکھنے دکھانے پر پابندی ہے۔ کیا اس طرح روح پرور مناظر کا نقشہ ویٹی کن دکھا سکتا ہے؟ نہیں، نہیں! ہرگز نہیں۔ ہاں! البتہ ایسے مناظر کو وہ دھوکا دے کر چھپا سکتا ہے۔

عیسائیوں کے بعض دھوکا باز ادارے دنیا کو دھوکا میں رکھنے کے لئے یہ پروپیگنڈا کرتے ہیں کہ اسلام کو کسی شریف طبقہ نے قبول نہیں کیا ہے، بلکہ چند سیاہ فام صحرائی اور جنگلی جاہلوں نے قبول کیا ہے۔ میں کہتا ہوں ویٹی کن جھوٹ بولتا ہے، وہ ذرا حج وعمرہ کے مناظر کو دیکھیں تو ان کو شریف مسلمانوں اور اعلیٰ خاندانوں اور عظیم سرداروں کی بھری ہوئی دنیا نظر آجائے گی اور اگر قدیم تاریخ کو کھول دیں تو ان کو فرشتوں کی صورت میں دحیہ کلبیؓ جیسے انسان نظر آجائیں گے اور بجلی کی طرح جریر بن عبداللہ بجلیؓ کا چمکتا ہوا چہرہ نظر آجائے گا اور اگر دنیا کی قیادتوں کو دیکھا جائے تو مسلمانوں نے چودہ سو سال سے مسیحی اقوام کو انسانیت وسیادت اور سیاست ولیاقت سکھائی ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو اعلیٰ رفعتوں اور بے شمار ترقیوں اور کامیابیوں سے نواز کر اعلان فرمایا: ”وَالضُّحٰی وَاللَّیۡلِ اِذَا سَجٰی مَا وَدَّعَکَ رَبُّکَ وَمَا قَلٰی وَلَلۡاٰخِرَۃُ خَیۡرٌ لَّکَ مِنَ الۡاُوۡلٰی وَلَسَوۡفَ یُعۡطِیۡکَ رَبُّکَ فَتَرۡضٰی۔“ یہ رفعتیں اور عظمتیں اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو بھی عطا کیں۔ یہ الگ بات ہے کہ مسلمانوں کے حکمرانوں نے اپنا راستہ چھوڑ دیا اور ویٹی کن کا راستہ اپنالیا تو خوار ہوگئے۔

خلاصہ یہ ہے کہ ویٹی کن کے پاس نہ کتاب ہے، نہ سنت ہے، نہ نماز ہے، نہ زکوٰۃ ہے، نہ روزہ ہے، نہ حج وعمرہ ہے، نہ مرکز ہے، نہ اجتماعیت ہے، نہ محبت ہے، نہ عبادت ہے اور نہ شرافت ہے، بلکہ ویٹی کن کے پوپ اور مسیحی دنیا کے پادری سب سے زیادہ بے راہ روی کے شکار ہیں۔ اپنے مقدس مقام ویٹی کن میں بیٹھ کر اغلام بازی اور جنسی تعلقات میں ایسے ڈوبے ہوئے ہیں کہ بی بی سی اور دیگر بین الاقوامی نشریاتی ادارے ان کی شرمناک حرکتوں پر چیخ اٹھے ہیں، یہاں تک کہ ویٹی کن کے بڑے پوپ بینڈک نے مجبوراً شرم کے مارے استعفیٰ دے دیا ہے، کہاں یہ بے حیائی اور کہاں حرمین شریفین میں وہ شرافت کہ مرد اور عورتیں ایک ساتھ رہ کر ایک دوسرے کو ماں بہن اور باپ بیٹا تصور کرتے ہیں۔ مرد کو خیال نہیں آتا ہے کہ وہ خود مرد ہے اور سامنے عورت ہے، نہ عورت کو یہ خیال آتا ہے کہ وہ خود عورت ہے اور سامنے مرد ہے، کہاں یہ زندہ حقیقت؟ اور کہاں مردہ مسیحیت: ”چراغ مردہ کجا، نور آفتاب کجا، ببیں تفاوت راہ از کجا، است تا بکجا“ بے ساختہ زبان سے دعا نکلتی ہے:

”اللّٰھم اغفر لامۃ محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم۔

اللّٰھم ارحم امۃ محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم۔

اللّٰھم تجاوز عن امۃ محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم، آمین یارب العالمین وصلی اللّٰہ علی نبیہ الکریم۔

☆☆..................☆☆

رمضان المبارک میں

اولاد کی تربیت کیسے کریں؟

خطاب: شیخ عائض القرنی

ترجمہ: وصی اللہ قاسمی

اولاد، والدین کے پاس اللہ تعالیٰ کی امانت ہوتے ہیں، ان کی تربیت والدین کا فریضہ ہے، رمضان ایک ایسا مہینا ہے جس میں اولاد پر ہماری تربیت کا اثر ظاہر ہوتا ہے، سچی اور مخلصانہ تربیت کا اثر یہ ہوتا ہے کہ وہ نماز، روزہ اور تلاوت میں دلچسپی لیتے ہیں، بصورت دیگر رمضان جیسا بابرکت مہینا بھی محض ہماری اپنی غفلت اور کوتاہی کی بنا پر ضائع ہو جاتا ہے، ہمارے اسلاف واکابر کا طریقۂ کار یہ تھا کہ اس ماہ میں جہاں وہ خود منظّم ومرتب ہوکر اپنے نامۂ اعمال کو باوزن بنانے کی فکر کرتے، وہیں اپنی اولاد سے بھی کبھی غفلت نہ برتتے تھے، اولاد پر مستقل ان کی نگاہ ہوتی، یہی نہیں؛ بلکہ انہیں روزہ رکھنے کی عادت ڈالتے، تلاوت قرآن، حتیٰ کہ راتوں میں عبادت کی مشق بھی کراتے، والدین کو یہ بات کبھی بھی فراموش نہ کرنی چاہئے کہ ہم نے اپنی اولاد کو بچپن میں جس رخ پر لگایا، انہیں جس چیز کی عادت ڈالی، وہی طریقہ انہیں پسند آئے گا اور وہی ان کا مستقبل کی زندگی میں رہنما بھی بنے گا، تو کیوں نہ رمضان کے اس مہینے میں ہم اپنی اولاد پر توجہ دیں؟ تربیت کا طریقۂ کار اپنا کر اپنی اولاد کا مستقبل روشن اور تابناک بنائیں؛ نیز اخروی زندگی کی تیاری بھی کریں، ذیل میں ہم دس ایسے نسخے لکھ رہے ہیں جن پر عمل درآمد کر کے والدین اپنی اولاد کو بہترین اسلامی تربیت کے سانچے میں ڈھال سکتے ہیں۔

والد کو چاہئے کہ اپنے اخلاق، معاملات اور کردار، بلکہ زندگی کے ہر کام میں اولاد کے لئے قابل تقلید نمونہ بنے، کیوں کہ بچے اپنے والد کو کئی پہلوؤں سے دیکھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں، کبھی وہ آپ کو اپنا باپ سمجھ کر آپ کی نقل و حرکت کو دیکھتے ہیں تو کبھی معلم اور مربی سمجھ کر۔

حضرت زکریا علیہ السلام کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

”فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَوَهَبْنَا لَهُ يَحْيَى وَأَصْلَحْنَا لَهُ زَوْجَهُ إِنَّهُمْ كَانُوا يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَيَدْعُونَنَا رَغَباً وَرَهَباً وَكَانُوا لَنَا خَاشِعِينَ۔“

(الانبیاء:۹۰)

ترجمہ: ”پھر ہم نے سن لی اس کی پکار اور بخشا اس کو یحییٰ اور چنگلی کر دی اس کی عورت، وہ لوگ دوڑتے تھے بھلائیوں پر اور پکارتے تھے ہم کو توقع سے اور ڈر سے اور تھے ہمارے آگے دبے۔“

گھر کے ماحول میں سنی اور دیکھی جانے والی چیزوں کا بچہ کی زندگی اور اس کے مستقبل پر بہت بڑا اثر پڑتا ہے، گھر میں اگر ایمان وقرآن کا تذکرہ ہوگا، نماز، روزہ وغیرہ کا اہتمام ہوگا، اوامر پر عمل اور نواہی سے اجتناب ہوگا، تو بچہ خود بخود ان چیزوں کا پابند ہو جائے گا، اس کو کسی کی تنبیہ کی ضرورت نہ ہوگی اور ان شاء اللہ! وہ مستقبل میں صراط مستقیم پر گامزن اور پابند شرع ہوگا، لیکن اگر گھر کا ماحول ان چیزوں کے مخالف ہوگا، قرآن کریم کی بجائے گانوں کی سماعت ہوگی، نماز، روزہ اور عبادت کی بجائے لہو ولعب، شریعت کی توہین اور اس کا مذاق ہوگا تو بچے کے ذہن میں یہی چیزیں پیوست اور راسخ ہوں گی اور کسی بھی صورت میں وہ شریعت پر عمل پیرا نہ ہو سکے گا، الاّ ماشاء اللہ۔

والدین کو چاہئے کہ کتاب اللہ سے بچوں کا ربط وضبط پیدا کریں، حفظ قرآن کریم پر انہیں مامور کریں، تجوید کی رعایت کے ساتھ تلاوت کا پابند بنائیں، کیوں کہ بچپن کا زمانہ بچوں کے لئے بہت قیمتی ہوتا ہے، یہی حصول علم کے لئے سب سے نفع بخش موقع ہوتا ہے، اگر یہ زریں موقع فوت ہو گیا اور یہ حسین لمحات یوں ہی ضائع ہو گئے تو یقین جانئے کہ بچہ کے بڑے ہونے کے بعد سب سے زیادہ ندامت والدین کو اٹھانی پڑے گی، کف افسوس ملنا پڑے گا۔

بچپن میں بچوں کو زیادہ سے زیادہ اپنے ساتھ رکھنا چاہئے، انہیں اپنی نگرانی میں رکھ کر بروں کی صحبت سے دور رکھنا چاہئے؛ کیوں کہ

بروں کی صحبت خارش سے زیادہ مضر اور دشمن سے زیادہ ہلاکت خیز ہوا کرتی ہے، اس روئے زمین پر ایسے مفسدین کی کمی نہیں، جنھوں نے اپنی بری صحبت کے اثر سے صلحا کو تباہ و برباد کیا ہے، اسی لئے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دوست بنانے سے پہلے اس کو جاننے اور پرکھنے کی تلقین کی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’اَلْمَرْءُ عَلٰی دِیْنِ خَلِیْلِہٖ فَلْیَنْظُرْ اَحَدُکُمْ مَنْ یُخَالِلُ‘‘ (آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے، پس چاہئے کہ تم میں سے ہر شخص اپنے دوست کو دیکھے) اور اسی لئے حکما کا کہنا ہے کہ اگر کسی شخص کے احوال معلوم کرنے ہوں تو خود اس سے تحقیق کرنے کی بجائے اس کے دوستوں سے تحقیق کرنی چاہئے، کیوں کہ انسان اپنے دوست کے طریقۂ کار ہی پر عمل کرتا ہے۔

والدین کو چاہئے کہ بچوں کی ایسی تربیت کریں کہ ان کے اندر اوصاف و کمالات اور خوبیوں سے محبت و انسیت پیدا ہو جائے، ان کے حصول کے لئے جدوجہد اور شوق ولگن کا جذبہ ان کے اندر اس طور پر موجزن ہو کہ گھٹیا اور قابل نفرت امور کی طرف وہ آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھیں، یہی چیز اللہ کو بھی پسند ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: ’’اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ مَعَالِیَ الْاُمُوْرِ وَیَکْرَہُ سَفَاسِفَھَا‘‘ (اللہ تعالیٰ عالی مرتبت وذوشرف کاموں کو پسند کرتا ہے اور معمولی، بے کار و حقیر کاموں کو ناپسند کرتا ہے) بچے کے لباس، اس کی شکل و صورت، ہیئت اور وضع پر بھی والدین کی نظر ہونی چاہئے، طریقۂ سنت سے عدول نہ ہو، امت محمدیہ کے صلحا و علما اور اتقیا کا لباس ہو، نہ کہ دشمنان اسلام کا، حتی کہ ان سے مشابہت بھی نہ ہونی چاہئے؛ کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ’’مَنْ تَشَبَّہَ بِقَوْمٍ فَھُوَ مِنْھُمْ‘‘ (جو جس قوم کی مشابہت کرے گا، ان ہی میں سے اٹھایا جائے گا) لہٰذا لڑکوں کو سونے اور ریشم کے کپڑوں سے دور رکھیں۔

دین اور دین سے متعلق تمام امور کی بچے کے دل میں تعظیم پیدا کرنا والدین کا فریضہ ہے، بچوں کی تربیت ایسی ہونی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات اور اس کے افعال کی پاکی بیان کریں، عیوب سے اس کو منزہ قرار دیں۔

والدین کی ذمہ داری ہے کہ اپنی اولاد کو علم دین کی طرف راغب کریں، یہی علم، علم نافع ہے، اس کے علاوہ سب کچھ علم ضار ہے، حصول علم کے تئیں اولاد کی جدوجہد، محنت اور شوق ولگن پر والدین کی نظر رہنا ضروری ہے، طلب علم میں اخلاص بھی ضروری ہے، حفظ و تکرار میں دلچسپی بھی زیادتی علم کا سبب ہے، والدین کو چاہئے کہ اولاد کے دل میں علم کا نفع، اس کے فوائد اور نتائج کا احساس پیدا کریں، والدین کی یہ کاوش اولاد کو غفلت کے دائرے سے نکالنے میں معاون ثابت ہوتی ہے۔

ہر نماز میں اولاد کے لئے دعا، ان کی ترقی کا باعث ہے، والدین کو اس میں رغبت سے کام لینے کی ضرورت ہے، والدین اولاد کے سلسلے میں اللہ سے ان کی اصلاح وہدایت کی دعا کریں، تہجد میں اور دیگر قبولیت کے اوقات میں عاجزی و انکساری کے ساتھ یہ دعا کرتے رہیں کہ خدایا! ہماری اولاد کے دل میں ایمان کو راسخ کر دے اور ان کو اپنا خصوصی تعاون نصیب فرما! ایسے والدین کی اللہ تعریف کرتے ہوئے فرماتا ہے:

’’وَالَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا ھَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّیّٰتِنَا قُرَّۃَ اَعْیُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا‘‘ (الفرقان:۷۴)

ترجمہ: ’’اور وہ جو کہتے ہیں: اے رب! دے ہم کو ہماری عورتوں کی طرف اور اولاد کی طرف سے آنکھ کی ٹھنڈک اور کر ہم کو پرہیزگاروں کے آگے۔‘‘

بچوں کے ساتھ شفقت و محبت اور مہربانی کا معاملہ کرنا چاہئے، حسب موقع وضرورت حدود میں رہ کر ان کے ساتھ ہنسی مذاق بھی کرتے رہنا چاہئے، مجمع میں کبھی بھی ان کو رسوا نہ کرنا چاہئے، اگر کوئی قابل سرزنش حرکت ان سے سرزد ہو جائے تو پھر سکون واطمینان کے ساتھ تنہائی میں انہیں سمجھانا چاہئے، بچوں کے ساتھ اسی طرح پیش آنا چاہئے جس طرح اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پیش آتے تھے۔

تربیت اولاد کے یہ دس ایسے نسخے ہیں کہ اگر انسان ان کو اپنا لے تو بلا مبالغہ ایک خوبصورت اور صالح معاشرہ وجود میں آ سکتا ہے، بطور خاص ماہ رمضان میں ان ہدایات پر عمل پیرا ہونے کی ضرورت ہے، ہم اپنی اولاد کا ذہن بنائیں، انہیں اپنا ہم نوا بنائیں، روزہ کی عادت ڈالیں، نماز اور تراویح میں انہیں اپنے ساتھ رکھیں، چھوٹی چھوٹی باتیں انہیں چلتے پھرتے بتاتے رہیں۔

خدایا! ہمیں عمل کی توفیق مرحمت فرما! ہمیں نیک صالح اولاد عطا فرما، آمین!

☆☆......☆☆

مکران کے ایک بلند پایہ عالم دین

حضرت مولانا دادرحمٰن سُلیمیؒ کی رحلت

مولانا محمد عارف ارجمندی جیوانی

شیخ القرآن استاذ العلماء حضرت مولانا داد رحمٰن سلیمی رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۴۷ء کو ایرانی بلوچستان کے شہر ''قصر قند'' میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد بزرگوار کا نام حاجی قادر بخش (مرحوم) تھا۔

حضرت سلیمی رحمۃ اللہ علیہ کا اصل آبائی علاقہ ایرانی بلوچستان کا گاؤں ''رودیگ'' ہے۔ حضرت نے ابتدائی تعلیم اپنے علاقے ہی میں حاصل کی۔ ناظرہ قرآن مجید ملا عثمان رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پڑھا جو کہ مولانا غلام اللہ عثمانی مدظلہ کے والد صاحب تھے۔ لطف کی بات یہ ہے کہ ملا عثمان خود تو ناظرہ قرآن مجید میں حضرت کے استاذ ہیں مگر قرآن مجید کی تفسیر میں پھر خود حضرت کے شاگرد بھی ہیں کہ حضرت نے ملا عثمان کو قرآن کریم کی تفسیر پڑھائی ہے، یوں ایک دوسرے کے استاذ بھی ہیں اور شاگرد بھی۔ اس کے بعد مزید تعلیم کے لئے مکران کے معروف عالم دین مولانا رحمت اللہ صاحب کی مشہور درسگاہ ''مدرسہ سوردو'' تشریف لے گئے، اس کے بعد مزید اپنی علمی پیاس بجھانے کے لئے پاکستان کے مشرقی علاقوں کا رخ کیا۔

حضرت کے اساتذہ کرام میں مولانا رحمت اللہ پنجگوری، مفتی مولا بخش پنجگوری، حافظ الحدیث مولانا عبداللہ درخواستی، رئیس المحدثین مولانا شیخ سلیم اللہ خان رحمۃ اللہ علیہم اجمعین سر فہرست ہیں۔ ۱۹۷۵ء میں آپ نے درس نظامی مکمل کیا، واپس پیشکان آئے اور یہیں کے ہوکر رہ گئے۔ یہیں حضرت نے مدرسہ ''دارالہدیٰ'' کی بنیاد رکھی اور پڑھنے پڑھانے کا سلسلہ شروع کیا۔

یہ وہ دور تھا جب ہر طرف شرک و بدعت کا بازار گرم تھا، جہالت عام تھی۔ حضرت نے اپنے پند و نصائح، وعظ و بیان، درس و تفسیر اور دعوت و تبلیغ کے ذریعے شرک و بدعت کی بیخ کنی شروع کی اور جہالت کے اندھیرے کو علم کے نور میں بدلنے کی کوشش کی۔ بڑے بڑے نامی گرامی لوگ حضرت کے مخالف بن گئے لیکن حضرت ''لا یخافون فی اللّٰہ لومۃ لائم'' کا حقیقی مصداق بن کر کھڑے رہے، کسی کی مخالفت کی کوئی پروا نہ کی۔ حضرت انتہائی سادہ طبیعت کے مالک تھے اور سادگی پسند بھی تھے، ساری زندگی مستغنی ہوکر گزاری۔ دین کے معاملے میں انتہائی حساس تھے، تصویر کشی کے بہت مخالف تھے کہ یہ گناہ ہے، علم و تقویٰ میں اپنی مثال آپ تھے، مطالعہ کے بڑے شوقین تھے، ہم نے جب بھی دیکھا ہاتھ میں کوئی نہ کوئی کتاب ہوتی تھی۔

حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ مکران کے عظیم علمی اور تحقیقی عالم مانے جاتے تھے، فقہ کے میدان میں بھی اپنی مثال آپ تھے، ادبیات و تاریخ کے بھی ماہر تھے، طب و حکمت کے میدان میں بھی تجربہ رکھتے تھے۔ ۱۹۹۰ء کی دہائی میں ختم نبوت کے مسئلہ پر ذکریوں کا مقابلہ کرنے کے لئے مکران کے جید علماء کرام کے شانہ بشانہ کھڑے ہوکر عقیدہ ختم نبوت کو اجاگر کرتے تھے۔

حضرت سے میرا دیرینہ تعلق تھا جب سے میں نے ہوش سنبھالا تب سے میں حضرت کا نام اور آپ کی دینی و تحقیقاتی خدمات کا ذکر سنتا آیا ہوں۔ حضرت میرے استاذ بھی تھے اور قائد و رہبر بھی تھے، جب بھی میں کسی مسئلے میں الجھا حضرت ہی سے رابطہ کر کے یا حضرت کی خدمت میں حاضر ہوکر اسے سلجھانے کی کوشش کی ہے، حضرت سے ہفتہ دس دن میں ضرور رابطہ رہتا، فون پہ بات ہوتی، اگر کبھی ادھر ادھر ہو جاتا تو

حافظ عبدالشکور علوی سے اظہارِ تعزیت

حافظ عبدالشکور علوی ہمارے حضرت حافظ غلام نبیؒ، جو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جلال پور پیر والا کے ناظم اعلیٰ رہے، کے فرزند ارجمند ہیں۔ مرحوم کی بیوہ، حافظ عبدالشکور علوی کی والدہ محترمہ کا چند روز پہلے انتقال ہوا تو آج ربانی مسجد میں حاضری ہوئی اور مرحوم کی مغفرت کی دعا کی۔ نیز حافظ عبدالشکور علوی سے تعزیت کا اظہار کیا۔

(مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

حضرت خود رابطہ کر کے خیریت پوچھتے اور اپنے پاس حاضری کا حکم فرماتے، حضرت میرے ساتھ بہت مشفق ومہربان اور بہت بے تکلف تھے، جب بھی جیوانی تشریف لاتے تو مجھے خدمت کا شرف بخشتے، ساتھ بیٹھتے، علمی محفل لگتی اور حضرت مختلف دینی موضوعات پر سیر حاصل گفتگو فرماتے، افسوس کہ وہ دن گزر گئے اور وہ روشن چراغ گل ہو گئے۔

میں سفر وحضر میں حضرت کا ساتھی رہا ہوں، بہت قریب سے حضرت کے معمولات دیکھے ہیں، عبادت گزار، تہجد گزار، ذکر واذکار میں مشغولیت اور طبیعت میں تواضع وانکساری تھی، اگر کوئی ہم عصر ہم عمر عالم دین ان سے کسی مسئلے کے بارے سوال کرتے تو فرماتے: واللہ اعلم! ہمارے آس پاس کے بعض لوگ حضرت کے پاس مسئلے پوچھنے جاتے تو حضرت اس احقر کا نام لے کر فرماتے کہ کیا وہ وہاں موجود نہیں ہیں؟ جاؤ اور انہی کے پاس جا کر اپنا مسئلہ پیش کردو، وہ تمہیں بہتر سمجھا دیں گے۔ دین سے شغف رکھنے کے ساتھ ساتھ بلوچی ادب سے بھی بہت لگاؤ تھا، قرآن مجید کا بلوچی ترجمہ اس کا عملی ثبوت ہے، اس کے علاوہ حضرت نے مسائل کے اندر ''احسن الہدیٰ فی حکم الحنا'' طب کے اندر ''تہلگانی ہمپان'' کتاب بھی لکھی ہے، اور بھی کتابیں ہیں جن کی طباوت واشاعت کا مرحلہ باقی ہے۔ حضرت کا اس دار فانی سے کوچ کرنا میرے ساتھ ساتھ پوری امت مسلمہ خصوصاً بلوچستان اور خاص کر مکران کے لئے بہت بڑا صدمہ ہے، یہ خلا ہے جسے اس قحط الرجال کے زمانے میں پُر کرنا مشکل ہے۔ علم وعمل کے یہ پیکر ۲۵ رفروری ۲۰۲۲ء بروز جمعہ اس دارِ فانی کو داغ مفارقت دے گئے۔ ۲۶ رفروری ۲۰۲۲ء بروز ہفتہ گیارہ بجے نماز جنازہ حضرت کے اپنے لگائے ہوئے چمن، مدرسہ ''دارالہدیٰ'' میں مفتی مولا بخش پنجگوری صاحب کے دلسوز بیان کے بعد مفتی صاحب ہی کی امامت میں ادا کر دی گئی۔ پھر حضرت کی پرانی مسجد رحمانیہ کے قریبی قبرستان میں اپنی والدہ ماجدہ کے پہلو میں مدفون ہوئے۔ ہزاروں سوگوار اس علم وعمل کے پیکر کو آخری آرام گاہ پہنچا کر لڑکھڑاتے قدموں، بجھے چہروں، لرزتے ہاتھوں اور اشکبار آنکھوں کے ساتھ خالی ہاتھ واپس لوٹ آئے۔ اللہ پاک آپ کو غریق رحمت فرمائے۔ اللہ پاک حضرت کے درجات بلند فرمائے، اللہ پاک پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور حضرت استاذ کے اس علمی سلسلے کو ہمیں جاری وساری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

مولانا مفتی محمد نعمان لدھیانویؒ

موصوف علماء لدھیانہ کے چشم وچراغ تھے، آپ کے والد محترم مولانا رشید احمد لدھیانویؒ رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ کے برادرزادہ تھے۔ علماء لدھیانہ نے سب سے پہلے ۱۸۸۴ء میں مرزا غلام احمد قادیانی کے کفر پر فتویٰ صادر کیا۔ سب سے پہلے فتویٰ صادر کرنے والے مولانا محمد لدھیانویؒ، رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ کے جدامجد تھے۔ قیام پاکستان کے بعد یہ لدھیانوی خاندان مختلف شہروں میں قیام پذیر ہوا۔ رئیس الاحرار کے فرزند ارجمند مولانا انیس الرحمٰن لدھیانویؒ، مولانا محمد انوری لدھیانوی اور ان کا خاندان فیصل آباد، مولانا مفتی محمد حسن اور ان کا خاندان رحیم یار خان میں۔ مولانا رشید احمد لدھیانویؒ، مولانا مفتی محمد حسنؒ کے فرزند ارجمند تھے۔ مفتی محمد نعمان، مولانا رشید احمد لدھیانویؒ کے فرزند ارجمند تھے۔ ۱۹۷۷ء کے اوائل میں جب راقم رحیم یار خان کا مبلغ بن کر گیا تو مولانا رشید احمد لدھیانویؒ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم اعلیٰ اور حاجی محمد سلیم، سلیم فرنیچر والے امیر تھے۔ مؤخر الذکر اسلام آباد شفٹ ہو گئے جبکہ مولانا رشید احمد جمعیت علماء اسلام کی دینی سیاست میں دلچسپی لینے لگ گئے تو ان کے مشورہ سے قاری عبدالخالق احرار مجلس کے ناظم اعلیٰ بنائے گئے۔ مولانا رشید احمد جمعیت میں ترقی کرتے کرتے صوبائی ناظم اعلیٰ بعد ازاں صوبائی امیر بنائے گئے۔ مفتی محمد نعمانؒ کی دلچسپیاں بھی جمعیت کے لئے تھیں، آپ ضلع رحیم یار خان کے ناظم اعلیٰ جبکہ مولانا خلیل الرحمٰن درخواستیؒ امیر منتخب ہوئے۔ موصوف کی عمر تیس اور چالیس سال کے درمیان تھی۔ آپ نے ابتدائی چند سال جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور میں گزارے، جبکہ موقوف علیہ اور دورۂ حدیث شریف احیاء العلوم ظاہر پیر میں معقول ومنقول کے عظیم عالم دین مولانا منظور احمد نعمانی مدظلہ سے پڑھا اور فاضل ہوئے۔ والد محترم کے بنائے ہوئے اداروں جامعہ ختم نبوت، جامع مسجد ختم نبوت عباسی ٹاؤن، جامع مسجد ریلوے اسٹیشن کے نظم ونسق میں دلچسپی لینے لگے اور ادھر جمعیت علماء اسلام کے ضلعی ناظم اعلیٰ بنا دیئے گئے۔ فنافی الجمعیۃ ہو گئے، کچھ عرصہ سے سرطان کے مریض چلے آرہے تھے۔ علاج ومعالجہ کے باوجود جانبر نہ ہو سکے اور وقت موعود آن پہنچا اور آپ نے ۱۸ رفروری ۲۰۲۲ء کو جان جانِ آفرین کے سپرد کی۔ موصوف کی وفات کی خبر جنگل کی آگ کی طرح آناً فاناً پورے ملک میں پہنچ گئی۔ ہر طرف سے تعزیت کے پیغام آنے لگے۔ آپ کی نماز جنازہ آپ کے برادر خورد مولانا انیس الرحمٰن سلمہ نے پڑھائی اور انہیں جامعہ ختم نبوت میں سپرد خاک کیا گیا۔ (مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

تبصرۂ کتب

نام کتاب: خطباتِ تحفظ ختم نبوت (۲ جلدیں)
مرتب: مولانا محمد رضوان قاسمی
ضخامت: (جلد اول): ۲۴۰ صفحات، (جلد دوم): ۲۵۶ صفحات قیمت (فی جلد): ۴۰۰ روپے
ناشر: مکتبہ فیض القرآن، سیکٹر بی، منظور کالونی، کراچی

زیر تبصرہ کتاب کا موضوع اس کے عنوان سے ظاہر ہے، یعنی اسلام کے بنیادی عقیدہ ختم نبوت کی مناسبت سے کیے جانے والے بیانات کا مجموعہ۔ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے اسلام کے دور اول سے جدوجہد کا سلسلہ چلا آرہا ہے، صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین نے اپنی جان و مال کی قربانیوں سے جس فتنہ انکارِ ختم نبوت کے آگے بند باندھا تھا، اس فتنے کے ہر دور میں سرکردہ لوگ سر اٹھاتے رہے اور امت مسلمہ کی اجماعی و اتفاقی جدوجہد کی بدولت منہ کی کھاتے رہے۔ دورِ گزشتہ و حاضر میں فتنۂ قادیانیت، مسیلمہ کذاب کے فتنے کی جدید شکل ثابت ہوا ہے، اس فتنے کا سر کچلنے کے لئے وارثینِ انبیاء و جانشینِ صحابہ ''علماء کرام'' کے طبقے نے تقریر و تحریر ہر دو میدان میں بھرپور مقابلہ کیا اور ملک کے طول و عرض میں جا جا کر اپنے بیانات کے ذریعے عوام الناس کے ایمان کو بچائے رکھا۔ وطن عزیز پاکستان میں ختم نبوت کے تحفظ، ناموس رسالت کے دفاع اور قادیانی فتنہ کے تعاقب کے لئے مستقل جماعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جنوری ۱۹۴۹ء میں تشکیل دی گئی، جس کے بانی و امیر اول حضرت اقدس مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ تھے۔ حضرت شاہ جیؒ اپنے وقت میں خطابت کے نیّر اعظم تھے، آپ نے اپنی خطابت کے بل پر جھوٹی نبوت کے فتنے کی بنیادیں ہلا دی تھیں اور اپنی شعلہ بیانی سے اس خرمن خبیثہ کو پھونک ڈالا تھا، آپ بلاشبہ ایشیا کے سب سے بڑے خطیب تھے۔ آپ کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دوسرے امیر پنجاب کی سرزمین پر قافلہ خطابت کے وہ سالار تھے جو بعد میں ''خطیبِ پاکستان'' کہلائے، میری مراد حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ ہیں۔ انہی نامور خطیبوں کی جماعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مساعی و جدوجہد کی بدولت ۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کو آئینِ پاکستان کے تحت قادیانی فتنہ کی قانونی قبر کھودی گئی اور یہ ناپاک مردہ اس میں گاڑ دیا گیا۔ اپریل ۱۹۸۴ء میں امتناع قادیانیت آرڈی نینس نے تو مسیلمہ پنجاب کی ذریت کے گھر صف ماتم بچھا دی اور قادیانی سپیرا مرزا طاہر منہ چھپا کر اپنے افرنگی آقاؤں کی گود میں لندن جا بیٹھا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے لندن، فرانس، جرمنی سمیت یورپ، افریقا اور عرب دنیا میں ان دشمنانِ اسلام کا تعاقب کیا اور ان سانپوں کی زہر ناکی کا تریاق پیش کیا۔

وطن عزیز پاکستان میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی جدوجہد کا دائرہ بڑا وسیع اور ہمہ جہت ہے، اسی جدوجہد کا ایک حصہ عوام الناس کے حلقوں میں عقیدۂ ختم نبوت کے عنوان پر بیانات کا سلسلہ ہے۔ مساجد و مدارس، اسکولوں اور کالجوں میں دروس ختم نبوت، پروجیکٹر کلاسیں، ختم نبوت کورسز اور کوئز پروگراموں کے علاوہ کاروباری و تاجر برادری اور ملازمت پیشہ افراد کے لئے تحفظ ختم نبوت سیمینارز کرائے جاتے ہیں۔ ان سیمینارز میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکابرین، قائدین، مبلغین کے علاوہ ملک کے دیگر جید علماء کرام بھی عوام الناس سے مخاطب ہوتے ہیں اور اپنے بیانات کے ذریعے لوگوں کے قلوب و اذہان میں ختم نبوت کا پیغام زندہ رکھتے ہیں۔ ہر مقرر، خطیب، واعظ اور مدرس کا انداز و اسلوبِ بیاں جدا ہوتا ہے، مگر پیغام ایک ہی ہوتا ہے یعنی تحفظ ختم نبوت۔

خطبات و بیانات کی افادیت پر روشنی ڈالتے ہوئے شہید ناموس رسالت حضرت اقدس مولانا سعید احمد جلال پوری نور اللہ مرقدہ تحریر فرماتے ہیں:

''اظہار مافی الضمیر پر دسترس و قدرت اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے، لیکن جس طرح انسان اللہ تعالیٰ کی دوسری نعمتوں کے استعمال میں اعتدال و بے اعتدالی کی راہ اپنا کر اپنی دنیا و آخرت بناتا اور بگاڑتا ہے، اسی طرح اس کے استعمال سے کبھی انسانیت کی ہدایت و راہنمائی کا ذریعہ ثابت ہوتا ہے تو کبھی اس کی ضلالت و گمراہی کا باعث بنتا ہے۔ چنانچہ کچھ لوگ اس نعمت کو خیر و صلاح، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لئے استعمال کرتے ہوئے الٰہی تقرب اور نیابت نبوت کا اعزاز حاصل کرتے ہیں تو کچھ لوگ اسے عصیان و طغیان اور فسق و فجور کی ترجمانی میں استعمال کرتے ہوئے شیطان اور شیطانی کرداروں کا روپ دھار لیتے ہیں۔ بلاشبہ اظہار مافی الضمیر اور وعظ و بیان کا ملکہ اور اس میں کمال و رسوخ کسی کو میسر آتا ہے اور جنہیں میسر آجائے، وہ مہینوں بلکہ سالوں کا کام دنوں اور ہفتوں میں کر لیتے ہیں، اس لئے کہ

زبان و بیان میں مہارت اور تاثیر کسی جادو سے کم نہیں ہوتی۔ اسی لئے فرمایا گیا: ’’ان من البیان لسحراً‘‘ اور بعض بیان اپنے اندر جادو کا سا اثر رکھتے ہیں۔ تاریخ عالم کا مطالعہ کیجئے تو اندازہ ہوگا کہ حضرات انبیائے کرام علیہم السلام نے تصنیف و تالیف سے نہیں، بلکہ انہوں نے اللہ کی مخلوق کو اللہ تعالیٰ سے جوڑنے کے لئے وعظ و بیان ہی کو ذریعہ بنایا۔‘‘ (نقد و نظر، ص:۳۲۰، ط:۲۰۱۶ء)

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے زیر اہتمام دہلی مرکنٹائل سوسائٹی کے کارکنان کی کاوشوں سے گل بہار لان بہادر آباد میں ’’ختم نبوت سیمینار‘‘ کا سلسلہ شروع ہوا، بعد ازاں دیگر علاقوں میں بھی یہ ترتیب جاری کی گئی اور ان سیمینارز میں ہونے والے بیانات کے ذریعے امت مسلمہ کے اندر تحفظ ختم نبوت کا شعور بیدار رکھا گیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حلقہ منظور کالونی کے فعال کارکن اور جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے فاضل، برادر مولوی محمد رضوان زید مجدہ کے دل میں خدا نے یہ بات ڈالی کہ کیوں نہ ان قیمتی خطابات و بیانات کو جمع و ترتیب کے مرحلے سے گزار کر آئندہ نسلوں کے لئے کتابی شکل میں محفوظ کر دیا جائے، چنانچہ اس کے لئے انہوں نے بڑی جاں گسل محنت کی، ان تمام بیانات کی ریکارڈنگ حاصل کر کے انہیں ضبط قلم کیا، پھر ان کی نوک پلک درست کی، تکرار کو حذف کیا، جملوں کی ترتیب بٹھائی، کیونکہ تقریر کے انداز اور تحریر کے اسلوب میں بڑا فرق ہوتا ہے اور تقریر کو تحریر کا لبادہ پہنانے کے لئے اس کے لباس کی بہت نفاست و نزاکت کے ساتھ تراش خراش کرنا پڑتی ہے، تب جا کر کتاب کے قاری کو ایک تسلسل کے ساتھ مفید معلومات پڑھنے کو ملتی ہیں۔ یقیناً مولانا موصوف اپنی اس جدوجہد میں کامیاب ہوئے اور ۲۶ علماء کرام کے ۳۷ خطبات تحفظ ختم نبوت کا گلدستہ دو جلدوں میں سجا دیا۔ ہر ہر تقریر کا ایک مرکزی عنوان اور اندر جا بجا ذیلی عنوانات بھی دیے گئے ہیں، جس سے قاری کی دلچسپی بڑھ جاتی ہے۔

ان میں سب سے زیادہ تعداد شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا دامت برکاتہم کے بیانات کی ہے جو کُل پانچ ہیں، ان کے بعد خطیب ختم نبوت اور مرکزی مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مولانا قاضی احسان احمد مدظلہ کے چار خطبات ہیں، مولانا عبدالستار دامت برکاتہم (خطیب مسجد بیت السلام، ڈیفنس) کے تین، مولانا نجم اللہ عباسی مدظلہ (خطیب الحمراء مسجد) اور مفتی محمد زبیر حق نواز مدظلہ (دارالعلوم صفہ، بلدیہ) کے دو دو جبکہ دیگر حضرات مقررین کا ایک ایک خطاب شامل ہے، جن میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر ہشتم حضرت مولانا ڈاکٹر

سالانہ ختم نبوت کانفرنس، لکی مروت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تحصیل غزنی خیل لکی مروت کے زیر اہتمام دوسری سالانہ ختم نبوت کانفرنس بمقام شہباز خیل مین اڈا ۵/ مارچ ۲۰۲۲ء بروز ہفتہ منعقد ہوئی۔ پہلی نشست صبح ۱۱ بجے شروع ہوئی، ابتدائی تمہیدی کلمات مولانا ارشاد اللہ (راقم الحروف) نے کہے، اس کے بعد قاری محمد عثمان نے تلاوت کلام پاک کی اور مولانا شمس الرحمٰن مستغفر نے ہدیہ نعت کی پشتو زبان میں سعادت حاصل کی۔ مولانا عبدالرحیم امیر جمعیت علماء اسلام لکی مروت، مولانا محمد طیب طوفانی، مولانا ماسٹر عمر خان، مولانا فتح خان کے بیانات ہوئے، جبکہ اسی نشست میں شیخ الحدیث حضرت مولانا عطاء الرحمٰن پراچہ ٹاؤن کوہاٹ کا پُرمغز بیان ہوا، اس کے بعد نماز ظہر کے لئے آدھا گھنٹا وقفہ کیا گیا۔ نماز ظہر پڑھنے کے بعد متصل دوسری نشست شروع ہوئی، جس میں تلاوت کلام پاک حضرت مولانا قاری عنایت اللہ مدرس جامعہ حلیمیہ درہ پیزو نے کی اور ختم نبوت کا ترانہ مولانا شمس الرحمٰن مستغفر نے پیش کیا، بعد ازاں مولانا سمیع اللہ مجاہد جنرل سیکرٹری جمعیت علماء اسلام لکی مروت، صاحبزادہ مولانا اشرف علی اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے صوبائی مبلغ مولانا عابد کمال نے بیانات کئے، اس کے بعد خصوصی بیان حضرت مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی نے کیا، جبکہ اس نشست کی صدارت حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب ناظم عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع لکی مروت نے کی اور کلمات تشکر ہماری جماعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تحصیل غزنی خیل کے امیر اور جامعہ فریدیہ ککہ خیل کے مہتمم حضرت مولانا علی نواز حقانی صاحب نے ادا کئے۔ نقابت کی ذمہ داری مولانا ارشاد اللہ اور قاری سجاد علی حقانی صاحب نے سرانجام دی، جبکہ مہمانوں کا استقبال حاجی معین اللہ جان، مولانا اہل اللہ اور مولانا محمد رضا حقانی نے کیا۔ کانفرنس کا اختتام ہمارے مہمان خصوصی جانشین حضرت مولانا خلیل احمد صاحب کی پُرسوز دعا سے ہوا اور آپ نے شرکاء اجلاس کو بیعت بھی کیا۔

عبدالرزاق اسکندرؒ، موجودہ امیر مرکزیہ حضرت پیر حافظ ناصرالدین خاکوانی دامت برکاتہم، مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیزالرحمٰن جالندھری دامت برکاتہم، مرکزی رہنما حضرت مولانا حافظ محمد اکرم طوفانیؒ، مرکزی ناظم تبلیغ حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی مدظلہ، مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ مدظلہ (امیر مجلس کراچی)، مولانا مفتی خالد محمود مدظلہ (اقرأ روضۃ الاطفال)، حضرت مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہؒ (دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک) اور مولانا حافظ حمداللہ مدظلہ (جمعیت علمائے اسلام) نمایاں شخصیات ہیں۔

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ کے بیانات میں ختم نبوت کی تحریک کی جھلکیاں تاریخ کے دریچوں سے نظر آتی ہیں، نیز موجودہ زمانے میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی جماعتی جدوجہد کا ایک خاکہ بھی سامنے آ جاتا ہے، اس کے ساتھ ساتھ جمہوری سیاست کے میدان میں ملک کی سب سے بڑی دینی و سیاسی جماعت جمعیت علمائے اسلام کی پارلیمانی کاوشوں پر بھی روشنی ڈالتے جاتے ہیں۔ حضرت امیر مرکزیہ خاکوانی صاحب دامت برکاتہم کا خطاب بعنوان ''مقامِ نبوت'' عجیب وغریب علمی و عرفانی حقائق پر مشتمل ہے، جو پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے، آپ نے یہ خطاب کسی سال تحفظ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر میں فرمایا تھا، جو اپنی غیر معمولی اہمیت کے پیش نظر اس مجموعہ میں شامل کیا گیا ہے۔ دیگر علماءکرام کے بیانات میں تحفظ ختم نبوت کے محاذ پر عوام الناس کو تیار و بیدار رکھنے کے لئے دعوتی و ترغیبی پہلو نمایاں ہے۔ آخر میں مرتب کتاب نے اپنا ایک بیان ''عقیدۂ حیات عیسیٰ علیہ السلام'' بھی شامل کتاب کیا ہے، اسی عنوان پر مولانا قاضی احسان احمد مدظلہ کا بھی ایک خطاب ہے جو پہلی جلد کے آخر میں شامل ہے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے تحت جو بیانات کیے جاتے رہے ہیں، مختلف ادوار میں ان کے جمع وترتیب کا سلسلہ بھی چلتا رہا ہے۔ چنانچہ استاذ جی حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی دامت برکاتہم نے ''خطباتِ ختم نبوت'' کے نام سے ایک کتاب مرتب فرمائی جس میں اکابرین کے بیانات کو جمع کیا گیا ہے۔ آپ ہی کی ایک اور کتاب ''خطباتِ جالندھری'' ہے، جو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بانی رکن اور امیر سوم، مفکر ختم نبوت حضرت مولانا محمد علی جالندھری قدس سرہ کے اہم بیانات کا مجموعہ ہے، اس میں اکثر خطبات ختم نبوت کے موضوع پر ہیں۔ ''تقاریر مجاہد ملتؒ'' کے نام سے ایک کتاب مولانا سیّد منظور احمد کہروڑی نے بھی مرتب کی ہے۔ نیز ''خطباتِ محمودؒ'' کے نام سے قومی اسمبلی میں قائد تحریک ختم نبوت، مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ کے قیمتی خطبات بھی جمع ہوئے ہیں۔ ''خطباتِ امیر شریعتؒ'' سے معنون امیر شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی تقریریں مرتب کی گئی ہیں۔ علاوہ ازیں حال ہی میں ''خطبات شاہین ختم نبوت'' کی شکل میں حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ کی تقریروں کا مجموعہ دو جلدوں میں شائع ہوا ہے جو سب کی سب ختم نبوت کے موضوع پر بہت اہم اور قیمتی مواد پر مشتمل ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان نے ''مشاہیر کے خطبات ختم نبوت'' کے نام سے ایک قیمتی مجموعہ مرتب کر کے شائع کیا ہے۔ ''قادیانیت کا تعاقب'' کے نام سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی نے بھی ایک مختصر مجموعہ شائع کیا ہے۔ مولوی محمد رضوان زید مجدہ کی کاوش ''خطبات تحفظ ختم نبوت'' بھی اسی سلسلۃ الذہب کی ایک اہم اور سنہری کڑی ہے۔ اس خدمت پر مصنف ہم خدام ختم نبوت کی جانب سے شکریے کے مستحق ہیں۔

نوٹ: تبصرہ کے لئے کتاب کے دو نسخوں کا موصول ہونا ضروری ہے۔ (ادارہ)

(مبصر: مولانا محمد قاسم، کراچی)

سہ روزہ تحفظ ختم نبوت کورس، شیر شاہ

شیر شاہ (مولانا محمد کلیم اللہ نعمان) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حلقہ شیر شاہ میں تین روزہ تحفظ ختم نبوت کورس کا اہتمام کیا گیا۔ کورس الفتح اسکول گلی نمبر ۶ محمدی روڈ میں منعقد کیا گیا۔ جس میں مبلغین ختم نبوت نے درس دیئے۔ کورس کا پہلا سبق حلقہ شیر شاہ کے نگران مولانا حامد نے تحفظ ختم نبوت کی اہمیت و فضیلت کے عنوان پر دیا، جبکہ دوسرے دن مبلغ ختم نبوت مولانا محمد عادل غنی نے فتنۂ قادیانیت کے موضوع پر مفصل درس دیا، بعدازاں مبلغ کراچی مولانا عبدالحئی مطمئن نے عقیدۂ حیات حضرت سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کے عنوان پر مفصل درس دیا۔ کورس میں عاشقانِ مصطفیٰ نے بھرپور شرکت کی، اہل علاقہ نے کورس کی افادیت سے متعلق نیک خواہشات کا اظہار کیا اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے پروگراموں اور کورسوں کی اہمیت کو مزید اجاگر کرنے کا عزم دہرایا۔

چناب نگر کورس: کراچی سے طلبہ کی روانگی

کراچی (مولانا محمد کلیم اللہ نعمان) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام بیس روزہ ختم نبوت کورس چناب نگر کے لئے شہر کراچی سے تقریباً چار سو طلبہ روانہ ہوئے۔ تحفظ ختم نبوت کے کام کو کراچی کے مدارس میں فروغ دینے بالخصوص شہر کراچی کے نوجوان علماء وطلبہ کو اس کام کی طرف متوجہ کرنے والے مرکزی مبلغ، خطیب ختم نبوت مولانا قاضی احسان احمد مدظلہ ہیں جن کی شب وروز کی محنت کے نتیجہ میں کراچی بھر میں ختم نبوت زندہ باد کے نعرے گونج اٹھتے ہیں۔ گزشتہ کچھ سالوں سے کورس میں شرکت کرنے والے طلبہ کی تعداد میں دن بدن اضافہ ہوتا چلا گیا، حتی کہ گزشتہ سال لگ بھگ تین ہزار طلبہ کراچی سے کورس میں شریک ہوئے، جو ایک منی جلسہ کی صورت اختیار کر گیا۔

اس کورس کی افادیت کو عام کرنے کے لئے اس سال یہ شرائط طے کی گئیں کہ کم از کم درجہ سادسہ ہو یا دنیاوی تعلیم بی اے تک ہو، اس فیصلہ سے تعداد پر بھی کنٹرول رہے گا اور افادیت خوب ہوگی۔ کراچی بھر کے ذمہ داران نے اس مہم کے لئے بھرپور محنت شروع کی، ضلع شرقی سے مولانا محمد رضوان، ضلع جنوبی سے راقم الحروف، ضلع کورنگی سے مولانا محمد عادل غنی، ضلع غربی سے مولانا محمد شعیب کمال، ضلع وسطی سے حافظ سیّد عرفان علی شاہ، ضلع ملیر کے مفتی محمد اسحاق مصطفیٰ نے مدارس دینیہ میں کورس کی ترغیب چلائی۔

مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد، مبلغ کراچی مولانا عبدالحئی مطمئن، مبلغ ختم نبوت مولانا محمد قاسم نے ترغیبی بیانات کئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل واحسان سے کراچی واندرون سندھ سے تقریباً ۵۰۰ افراد کا قافلہ تیار ہوا، جن کی ٹکٹوں کا تمام نظم مولانا محمد ابرار زمان نے مکمل کیا۔ ۳/مارچ کو وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے امتحانات مکمل ہوئے اور ۴/مارچ کی صبح رحمٰن بابا ٹرین سے ایک قافلہ کی روانگی جبکہ دوسرے قافلے کی روانگی دوپہر ایک بجے ہوئی۔ اضلاع اور ٹاؤن کے ذمہ داران اپنے طلبہ کو رخصت کرنے اسٹیشن پر موجود تھے۔ ایک روح پرور منظر تھا ہر طرف ٹوپی، داڑھی کی بہاریں تھیں۔ ٹکٹ کاؤنٹر کے ذمہ دار نے اچانک نکل کر پوچھا کہ خیریت اتنے مولوی کہاں جارہے ہیں؟ ہمارے ساتھیوں نے جواب دیا: ختم نبوت کورس کے لئے چناب نگر پہنچنا ہے۔ وہ ذمہ دار کہہ پڑا: لے بھائی! مرزائی کی ماں مری، قادیانیو! تمہاری تو..... بہر حال طلبہ بھی پُرجوش، ریلوے منتظمین بھی پُرجوش۔ نواب شاہ کے مبلغ مولانا تجمل حسین، حیدرآباد کے مبلغ مولانا محمد ابرار شریف، سکھر کے مولانا محمد ناصر حسین صاحبان مکمل رابطہ میں رہے، راستہ بھر کا نظم ان حضرات نے سنبھالے رکھا۔ اللہ پاک تمام حضرات کو خوب جزائے خیر عطا فرمائے۔ ٹرین پلیٹ فارم پر لگی، طلبہ اپنی موج مستی میں سوار ہوئے، حسین منظر دیکھ کر دل مارے مسرت کے جوش مارتا رہا اور کچھ دیر میں ٹرین ماسٹر نے ہارن بجایا اور قافلہ ختم نبوت اپنی منزل کی طرف روانہ ہوگیا۔ اللہ رب العالمین تمام خدام ختم نبوت کی کاوشوں کو قبول فرمائے، آمین!

پیر جی عبدالجلیل رائے پوریؒ کی رحلت

.... مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

پیر جی حافظ عبدالجلیل رائے پوریؒ، حضرت پیر جی عبداللطیفؒ کے فرزند ارجمند، مرشد العلماء حضرت مولانا پیر جی عبدالعزیز رائے پوری کے برادرزادہ تھے۔ حضرت مولانا عبدالعزیز رائے پوریؒ المعروف حضرت ۱۱والے اور مولانا پیر جی عبداللطیف رائے پوری، مرشد الاحرار حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے خلفاء میں سے تھے۔ حضرت مولانا پیر جی عبدالحکیم رائے پوریؒ، پیر جی عبدالعلیم شہید، پیر جی عبدالحکیم خطیب جامع مسجد نیم والی کمالیہ کے خطیب وامام رہے۔ تینوں بھائی اپنے شیخ کی طرح اہل حق کی تمام تحریکوں میں بڑی جرأت وہمت کے ساتھ سرپرستی فرماتے رہے۔ مؤخر الذکر پیر جی عبدالجلیل جمعیت علماء اسلام تحصیل چیچہ وطنی کے سرپرست تھے اور ایسے ہی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی بھرپور سرپرستی فرماتے رہے۔ آپ نے تحریک ہائے ختم نبوت ۱۹۷۴ء، ۱۹۸۴ء میں بھرپور حصہ لیا اور ایسے ہی تحریک نظامِ مصطفیٰ ۱۹۷۷ء میں بھی پیچھے نہ رہے۔ گجر قوم سے تعلق تھا، جس کی بہادری ضرب المثل ہے۔ غفور ربانی بائی پاس کے قریب چیچہ وطنی میں مدرسہ عزیز العلوم کے نام سے ادارہ قائم کیا۔ اس کی ظاہری وباطنی ترقی کے لئے تاحیات کوشاں رہے۔ تین اساتذہ کرام کی نگرانی میں پچیس مسافر طلبہ سمیت درجنوں طلبہ زیر تعلیم ہیں۔ آپ کا مدرسہ صرف مدرسہ ہی نہ تھا بلکہ اس نے مدرسہ کے ساتھ ساتھ خانقاہ کا مرتبہ حاصل کر لیا۔ صوم وصلوٰۃ، ذکر وفکر، اوابین، تہجد، اشراق سمیت تمام نوافل کے پابند تھے۔ ان پر رائے پوریؒ رنگ غالب تھا۔ آپ سیّد السادات حضرت سیّد نفیس الحسینی نور اللہ مرقدہ سے مجاز بھی تھے۔ آپ کی وفات ۱۸/فروری ۲۰۲۲ء کو ہوئی۔ نماز جنازہ آپ کے فرزند ارجمند پیر جی حبیب الرحمٰن سلمہ نے پڑھائی اور آپ کو چیچہ وطنی کے مرکزی قبرستان میں دفن کیا گیا۔ آپ کی نماز جنازہ میں سینکڑوں مسلمانوں نے شرکت کی۔

عمران خان، مولانا فضل الرحمٰن کے خلاف زبان درازی کر کے لاکھوں اسلامیانِ وطن کے جذبات کوٹھیس پہنچارہے ہیں: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

کراچی (پ ر) مولانا فضل الرحمٰن امت مسلمہ کا مقدمہ لڑ رہے ہیں، آپ اس وقت متفقہ طور پر تمام دینی طبقے کے قائد اور میدانِ سیاست میں نمائندے ہیں۔ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے سرپرست اور ہزاروں مدارس و لاکھوں علماء و طلبہ کے معتمد ہیں۔ مولانا فضل الرحمٰن کے خلاف زبان درازی، بدزبانی اور گندی زبان ہرگز برداشت نہیں کی جاسکتی۔ حکمران خود کو بدزبانی سے باز رکھیں ورنہ دنیا و آخرت میں رسوائی مقدر بنے گی۔ مولانا فضل الرحمٰن کو سیاست کی پُرخار وادی میں چار عشرے گزر چکے ہیں، ان کا دامن ہر قسم کی کرپشن سے پاک ہے، ان کے بدترین دشمن بھی آج تک انہیں کسی مالی و اخلاقی اسکینڈل میں ملوث نہیں کر سکے۔ ان کا شمار ملک کے سینئر ترین، تجربہ کار اور منجھے ہوئے سیاست دانوں میں ہوتا ہے، جن کی عظمت کا لوہا اپنے پرائے سب مانتے ہیں۔ مولانا فضل الرحمٰن نے کبھی اپنے سیاسی مخالف کے بارہ میں بدزبانی نہیں کی۔ انہوں نے مختلف ادوار میں ملک وملت کے عوام اور اسلامیان پاکستان کا مقدمہ بڑی جرأت مندی کے ساتھ لڑا ہے۔ مساجد و مدارس، تحفظ ختم نبوت، نفاذ اسلام کے لئے ان کی روشن خدمات ہیں۔ اہل دین آج انہی کی بدولت سر اٹھائے کھڑے ہیں اور بے دینی کے سیلاب کے آگے بند باندھے ہوئے ہیں۔ ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ حضرت مولانا پیر حافظ ناصر الدین خاکوانی، نائب امراء مولانا خواجہ عزیز احمد و مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری حسینی، مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، مرکزی رہنما مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مفتی شہاب الدین پوپلزئی، مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ، مولانا مفتی خالد محمود اور مولانا قاضی احسان احمد نے اپنے مشترکہ اخباری بیان میں کیا۔ ان کا کہنا تھا کہ گزشتہ کچھ روز سے وزیر اعظم پاکستان عمران خان اپنے سیاسی جلسوں میں مولانا فضل الرحمٰن کے خلاف مسلسل بدزبانی اور بداخلاقی کر کے ہم سب کے جذبات کو مجروح کر رہے ہیں۔ ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ فوری طور پر یہ سلسلہ ختم کریں اور مولانا فضل الرحمٰن کی توہین کرنے پر ملک کے عوام سے معافی مانگیں ورنہ یاد رکھیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو کوئی میرے کسی نیک بندے اور ولی سے دشمنی کرے تو میں (اللہ تعالیٰ) اس شخص سے اعلانِ جنگ کرتا ہوں۔ اگر وزیر اعظم عمران خان باز نہ آئے تو دنیا میں تو رسوائی مقدر ہے ہی آخرت بھی خراب ہو جائے گی۔ نیز علمائے کرام کے ایک وفد نے عبدالخیل ڈیرہ اسماعیل خان میں مولانا فضل الرحمٰن سے ملاقات کی، اس وفد میں مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ، مفتی خالد محمود و دیگر حضرات شامل تھے، علمائے کرام کا کہنا تھا کہ مولانا فضل الرحمٰن ایک جید عالم دین ہیں، جید عالم و مفتی حضرت مولانا مفتی محمودؒ کے بیٹے ہیں، ملک کے ہزاروں علماء کرام کا اعتماد ان کو حاصل ہے، ملک کے سب سے بڑے دینی تعلیمی بورڈ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے سرپرست ہیں جس کے تحت ہزاروں مدارس میں لاکھوں طلبہ و طالبات تعلیم حاصل کر رہے ہیں، ان کی جماعت جمعیت علمائے اسلام ملک کی سب سے بڑی دینی سیاسی جماعت ہے جس میں لاکھوں عوام بالخصوص مساجد و مدارس سے وابستہ علمائے کرام شامل ہیں۔ لہٰذا عمران خان ہوش کے ناخن لیں اور اپنی زبان درازی سے باز آجائیں۔

سعودی عرب کا اسلاموفوبیا کے خلاف قرارداد کا خیر مقدم

ریاض (مانیٹرنگ ڈیسک) سعودی عرب نے ۱۵/مارچ ۲۰۲۲ء کو عالمی یوم انسداد اسلاموفوبیا قرار دینے کا خیر مقدم کر دیا۔ سعودی وزارت خارجہ کی جانب سے ایک بیان میں ''انٹرنیشنل ڈے کومیٹ اسلاموفوبیا'' کے لئے دن مقرر کئے جانے کے یو این اقدام کا خیر مقدم کیا گیا۔ وزارت خارجہ نے بیان میں کہا کہ اسلاموفوبیا سے جنگ میں سعودی عرب کی جانب سے دوست ممالک اور عالمی اداروں سے تعاون جاری رکھا جائے گا۔ (روزنامہ اسلام کراچی، ۱۸/مارچ ۲۰۲۲ء)

عالمی مجلسِ تحفظِ ختمِ نبوت سے تعاون
شفاعتِ نبی اکرم ﷺ کا ذریعہ
اللہ رسول محمد
پوری دُنیا میں قادیانیت کا تعاقب
قادیانیوں کو دعوتِ اسلام
سینکڑوں مبلغین کے ذریعہ قادیانی سرگرمیوں کا سدِباب
عدالتوں میں قادیانیت کے متعلق مقدمات کی پیروی
دفاترِ ختمِ نبوت، دارالتصنیف اور لائبریریوں کا قیام
قادیانیت سے تائب ہونے والے مسلمانوں کی نگہداشت
ہفت روزہ ختمِ نبوت کے ذریعہ قادیانیت کا قلمی پوسٹ مارٹم
اِن تمام صدقاتِ جاریہ میں شرکت کے لیے
زکوٰۃ، فطرہ، صدقات، عطیات
عالمی مجلسِ تحفظِ ختمِ نبوت کو دیجئے
نوٹ: مجلس کے مرکزی دفاتر میں رقوم جمع کرا کے مرکزی رسید حاصل کر سکتے ہیں۔ رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تاکہ شرعی طریقے سے مصرف میں لایا جا سکے۔
اپیل کنندگان
حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ
امیر مرکزیہ
مولانا صاحبزادہ خواجہ عزیز احمد صاحب
نائب امیر مرکزیہ
حضرت مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری دامت برکاتہم
نائب امیر مرکزیہ
حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری صاحب
مرکزی ناظمِ اعلیٰ
ترسیل زر کا پتہ
دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت
حضوری باغ روڈ ملتان
فون +92-61-4583486, +92-61-4783486
WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c # 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN # PK068ABPA0010010964680019
AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT
Account # 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN # PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.
رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت، ایم اے جناح روڈ کراچی فون +92-21-32780337 فیکس +92-21-32780340